روزہ کے مقاصد

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تعلیم ربانی محض حکم کے طور پر نہیں ہے بلکہ وہ سرتا پا حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے، اس کے فرائض کی عمارت روحانی، اخلاقی، اجتماعی اور مادی فوائد اور منفعتوں کے چہارگانہ ستونوں پر قائم ہے اور ان مصلحتوں وان منفعتوں کے اصول اور جوہر کو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیفہ الہامی نے ظاہر کر دیا ہے اور بتا دیا ہے۔ چنانچہ روزہ کے مقاصد اور اس کے اغراض بھی تین مختصر فقروں میں بیان کر دیئے ہیں۔

ولتکبروا اللہ علی ماھداکم(بقرہ:۱۸۵)

اور تاکہ خدا نے جو تم کو ہدایت کی ہے اس پر اس کی بڑائی اور عظمت ظاہر کرو۔

لعلکم تتقون(بقرہ:۱۸۳)

تاکہ تم پرہیزگار بنو(یا تم میں تقویٰ پیدا ہو)

(از: سیرۃ النبی، سید سلیمان ندوی: جلد۵ صفحہ۱۸۴)

درس حدیث

رمضان کا آخری عشرہ

محمد اظہر مدنی

’’عن عائشة رضي الله عنها قالت: ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا دخل العشر أحيا ليله، وأيقظ اهله وشد مئزره‘‘(بخاری: ۲۰۲۴،مسلم:۱۱۷۴)

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور کمر بستہ ہوکر خوب عبادت کرتے ۔

تشریح: رمضان المبارک کا مہینہ خیر وبرکت اور اجر وثواب اکٹھا کرنے کا مہینہ ہے۔ بالخصوص جب آخری عشرہ شروع ہوتا ہے تو اس میں عبادتوں کے مزید مواقع فراہم ہوجاتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آخری عشرہ کے سلسلے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی میں اس عشرہ کا بے پناہ اہتمام تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ’’كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد في العشر الاواخر مالا يجتهد في غيرها‘‘ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبادات میں جتنی محنت رمضان کے آخری دس دنوں میں کرتے تھے اتنی کبھی بھی نہیں کرتے تھے۔(مسلم)

لہذا اس آخری عشرہ کے ایک ایک پل کی حفاظت ونگہداشت ہونی چاہئے اور اس کے قیمتی اور بیش بہا اوقات سے مستفید ہونے کے لیے کمر کس لینا چاہئے۔ اس عشرہ کی جو اہم عبادتیں ہیں اس میں اعتکاف ہے۔ صلاۃ تراویح ہے۔ قدر کی راتیں ہیں۔ اس کے علاوہ سنن وفرائض کا اہتمام وغیرہ ہیں۔ اس آخری عشرہ کی فضیلت کے تعلق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف میں گزارتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کردیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرنے لگیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس ایام میں اعتکاف کرتے تھے۔ پھر جب وہ سال آیا جس میں آپ فوت ہوئے تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ نیز اس عشرہ کی فضیلت دوچند اس لیے بھی ہوجاتی ہے کہ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ . وَمَآ اَدۡرٰكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ . لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ . تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ‘‘ یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔ تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (ہوتی ہے)۔

اس سورہ مبارکہ کی روشنی میں اگر غور کیا جائے تو اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور ہزار مہینے ۸۳ سال ۴ مہینے بنتے ہیں۔ رب العالمین کا اپنے بندوں پر خصوصی انعام واکرام اور فضل عظیم ہے کہ اس نے اتنی مختصر زندگی میں ایک ایسی رات عطاء فرمادی جس کو پاکر ایک انسان زندگی بھر سے زیادہ اجر وثواب کو اکٹھا کرسکتا ہے۔ اسی رات کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امتیوں کو حکم دیا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آجائے تو ’’تحروا ليلة القدر حتى الوتر من العشر الاواخر من رمضان‘‘ س کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔ اور ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جو شخص شب قدر کی رات کو تلاش کرنا چاہے اسے چاہئے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرے۔ مذکورہ بالا تمام احادیث پر نظر دوڑانے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مقدس کے آخری عشرہ میں تمام عظیم عبادتوں کو اکٹھا فرمادیا ہے اور ساتھ ہی اس کے اجر وثواب میں بھی اضافہ فرمادیا ہے بلکہ ایک حدیث قدسی میں اس مہینہ کے صیام کے تعلق سے یہ بیان فرمایا کہ بندہ یہ عبادت میرے لیے کرتا ہے لہذا میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور اس اجر عظیم کی کوئی حد بندی نہیں فرمائی۔

آیئے! ہم اس ماہ مقدس میں یہ عزم بالجزم کرتے ہیں کہ اس کے آخری عشرہ کو عبادتوں میں گزاریں گے اور پوری لگن اور جدوجہد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے ایک ایک لمحہ سے مستفید ہوں گے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور ان کے جہد مسلسل کو نگاہوں کے سامنے رکھیں گے کہ آپ کس طرح یہ ایام گزارتے تھے۔ چنانچہ ہم سب اپنے آپ کو سلمندی، سستی وکاہلی سے دور رکھیں اور پورے تندہی کے ساتھ اول تا آخیر عبادتوں میں جٹے رہیں۔ عموماً یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ لوگ بہت جوش وخروش کے ساتھ اس ماہ عظیم کا استقبال کرتے ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے جوش وخروش، احساسات وجذبات ماند پڑتے جاتے ہیں اور یہ کوتاہی وبے اعتنائی اس درجہ کو جا پہونچتی ہے کہ انسان سنن ونوافل تو دور کی بات فرائض میں بھی کوتاہی کرنے پر جھجھک محسوس نہیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ الٰہی ہم تمام مسلمانوں کو اس ماہ عظیم کے خیر کثیرہ کا مستحق ٹھرادے، اس کی برکت سے تمام انسانیت کی پریشانیوں کو دور فرمادے، اس عشرہ مبارکہ کو گناہوں کی مغفرت اور اجر وثواب میں اضافہ کا ذریعہ بنادے۔ اس کے قیام وصیام، اجر وثواب، رحمت ومغفرت کے لمحات، سحور وافطار، تلاوت کلام پاک سے فائدہ اٹھانے اور انسانیت کے ساتھ غمخواری وغمگساری اور ہمدردی کا جذبہ پیدا فرمادے۔ وصلی اللہ علی النبی محمد وسلم تسلیما کثیرا

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

یہ موسم رحمت ومغفرت

روٹھی ہوئی رحمتِ یزداں جواب دو؟!!

مغفرت، رحمت اور رضاء الٰہی کا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہے۔ انسانوں کی گردنوں میں جو آگ کے پھندے اور آتشی زنجیریں لٹک رہی ہیں اس کی کاٹ کا وقت آن پہنچا ہے۔ اور ان زنجیروں سے مکمل اور پائیدار اور بھرپور آزادی کا بگل بج چکا ہے۔ ہفتہ عشرہ ہونے کو ہے کہ شیطان لعین قید کردیئے گئے ہیں۔ اور مضبوط رسیوں سے باندھ دیئے گئے ہیں بلکہ آہنی زنجیروں میں بڑی پختگی اور مضبوطی سے جکڑ دیئے گئے ہیں۔ اب ہم مومنوں کو کوئی طاقت نہیں ہے جو جنت میں داخل ہونے سے روک سکے کیوں کہ جنت کے دروازے کھول دئے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں۔ اللہ رب کریم وعظیم نے اس پر ایمان لانے والوں سے صاف کہہ دیا ہے کہ ہم نے تمہارے نام ایسا پٹہ لکھ دیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے نام الاٹ کرچکا ہوں تا کہ تم بچتے بچاتے اپنی اس پرخار دنیوی زندگی کی جھنجھٹوں اور جھمیلوں اور جھاڑوں اور جھنکھاڑوں سے صاف صاف گذر جاؤ، گنے چنے چند دن ہیں ان میں اپنے آپ پر مکمل کنٹرول کرلو۔ حرام ومکروہ اور مباح ومردود چیزوں کو یہی نہیں کہ تم اپنے اوپر حرام کرلو اور اس سے دور ونفور ہو جاؤ بلکہ اتنا بھروسہ اور کنٹرول ہو جائے کہ حلال اور شرعا و عقلا وحاجۃ مرغوب ومحبوب چیزوں (کھانا، پانی اور جماع) سے بھی اپنے آپ کو باز رکھنے کی خو پیدا کرلو کہ تم ان آلائشوں اور آلیات وآلات اور اسباب اور اشیاء میں گم ہونے کے لیے نہیں اور نہ آفاق میں مفقود ہونے کے لیے پیدا کئے گئے ہو، دنیا ومافیہا میں مدغم ہو جانے کے لیے اور نہ اس لیے کہ تم دنیا کی تنگ نائیوں اور رنگ ونسل، زر وزمین اور وہم وتو میں الجھے رہ جاؤ۔ تمہارا یہ امتیاز اور نشان ہے کہ تم تقویٰ وطہارت اور تزکیہ اور صفائے قلب کے خوگر ہو جاؤ۔ ”يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ“ (البقرہ:۱۸۳) ”اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو“۔

رمضان المبارک کا مہینہ ہم کو آواز دے رہا ہے کہ وہ قرآن کریم کا مہینہ بھی ہے جو ساری انسانیت کی ہدایت کے لیے بلا ریب عطا کیا گیا ہے، اس پر کامل طور پر ایمان لا کر اس کی تلاوت فرما کر، اس کے معانی ومطالب کو از بر کر

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبد القدوس اطہر نقوی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
رمضان المبارک کے فضائل واحکام	۷
عیدین کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں	۱۲
اٹھارہواں کل ہند مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم	۱۹
شہر میں اک چراغ تھا، نہ رہا (دوسری قسط)	۲۱
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۶
جماعتی خبریں	۲۹
اعلان داخلہ	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک

سالانہ ــــــــــ ۱۵۰/روپے

فی شمارہ ــــــــــ ۷/روپے

پاکستان ــــــــــ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

کے، اس میں غور فکر اور تدبر کر کے، اس پر عمل پیرا ہو کر، اس کی تعلیم و تبلیغ اور اس کے ذریعہ تذکیر و تنذیر و تبشیر کر کے دنیا کو ہدایت و فلاح کے بام عروج پر پہنچائیں۔ ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ''۔(البقرہ:۱۸۵)''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں''۔

رمضان المبارک کا یہ بابرکت مہینہ ہم سے مطالبہ کر رہا ہے کہ ہم خالص اللہ اور اس کی رضا جوئی کے لیے فرسان فی النہار، صیام رمضان اور رہبان فی اللیل، قیام اللیل، صلاۃ اللیل اور تراویح کی شکل میں ادا کر کے اپنے تمام پچھلے گناہوں سے پاک صاف ہو جائیں۔ ''من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه''۔'' جس نے ماہ رمضان میں ایمان وثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے گئے'' اور ''ومن صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ''۔''اور جس نے ماہ رمضان میں ایمان وطلب ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے گئے۔''

اللہ کا یہ برکتوں والا خصوصی مہینہ تمام ایمانداروں اور مسلمانوں کو خوشخبری اور بشارت دیتا ہے کہ رات کے آخری پہر میں جب کہ اللہ جل شانہ خصوصی طور پر اپنے بندوں کی دست گیری، دادرسی، خبر گیری کے لیے نزول فرماتے ہیں اور رحمتوں اور برکتوں کے دہانے اپنے بندوں پر کھول دیتے ہیں۔ ایسے میں سحری تناول کر کے اللہ کی لامحدود برکتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔ ''تسحروا فان فی السحور برکة''۔''سحری کرو کیونکہ سحری باعث خیر وبرکت ہے''۔

افطار کا وقت بے شمار برکات، نفحات، فرحات اور مسرات کے ساتھ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے حکم سے ہم کو میسر ہوتا ہے اور خوشی اور اجر وثواب کا مژدہ جانفزا سناتا ہوا ہم سے مخاطب ہوتا ہے کہ ہم واقعی اللہ جل شانہ کی نعمتوں سے بہرور ہو گئے۔ آسودگی و سیرابی ایسی ہوگئی کہ تر و تازہ ہو گئے۔ تشنگی و تیزابی جاتی رہی اور انگ انگ اور رگ رگ میں فرحت ونشاط بھر گیا۔ اور عظیم اجر اور اللہ کی نعمتوں کے مستحق ہو گئے اور ہم بے ساختہ پکار اٹھے'' ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله ''۔ عظیم فرحت و شادمانی بھی ہمارے شامل حال ہو گئی۔ اور ہر طرح سے کیف و مستی چھا گئی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کو ہماری یہ ادا بہت ہی بھا گئی اور عام دنوں میں جو منہ کی کریہہ بو جو لائق نفریں تھی اب مشک و عنبر دنیا وجہاں سے کہیں زیادہ خوشگوار و خوشبودار بدربار الٰہی ہو گئی۔ '' لخلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسک ''''روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے'' اور ''للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ''۔''روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کے وقت دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت''۔

افطار کے وقت کی ایک اور نعمت قبولیت دعا اور رحمت الٰہی کے نزول کا وقت بھی ہمارے لیے عظیم نعمت ہے اور پکار پکار کر ہمیں رب کے دربار میں دست بدعا ہونے کی تلقین و تاکید کر رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ہمیں احساس ذمہ داری، احساس ہمدردی، احساس مساوات، درس غمخواری، غرباء پروری، مسکین نوازی اور بھوک و قحط زدہ اور بھوک کے مارے مصائب و آلام کے ستائے، گردش ایام کے شکار، غریبوں، یتیموں، بیواؤں، رفیوجیوں، مہاجروں، خانماں بربادوں، مصیبت زدوں، مظلوموں اور مسافروں کے دکھ درد کو سمجھنے، ان کی شدت بھوک و پیاس کو بجھانے کا عظیم ترین سبق اور درس عبرت و نصیحت سکھاتا ہے اور یہی آموختۂ ہمدردی و مساوات و انسانیت نوازی ہر صبح و شام پڑھاتا ہے۔

رمضان المبارک کا یہ مہینہ جو ہم پر سایہ فگن ہے وہ اپنے جلو میں جہاں لا محدود نیکیوں اور نعمتوں اور دولتوں کو ہمارے سامنے انبار لگاتا ہے اور ''الصوم لی وانا اجزی به''۔''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا''۔ کی خوشخبری سناتا ہے وہیں ہزار مہینوں سے بہتر و بابرکت رات بشکل لیلۃ القدر عظمت و منزلت کی شب قدر ہمیں دے جاتا ہے جس میں بصد اہتمام اللہ کی رحمت کے فرشتے اور خصوصی طور پر روح القدس علیہ الصلاۃ والتسلیم نازل ہوتے ہیں اور رحمت و برکت اور امن و سلامتی برائے عالمین اور مخلوقین کے نزول ہو جاتا ہے۔ ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ'' (القدر:۱-۵) یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔ تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (ہوتی ہے)۔

رمضان المبارک کا مہینہ تزکیہ وطہارت اور تقویٰ وخشیت کا وہ عظیم الشان مہینہ ہے جس میں انسان سراپا روحانیت سے سرشار ہو جاتا ہے اور آلائشوں، آلودگی جسم و جان سے محفوظ و مبرا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا روحانی اور ایمانی ماحول و

معاشرہ اس کو حاصل ہوتا ہے کہ اس میں صرف اور صرف روحانیت ، للّٰہیت ، پاکیزگی ہی پاکیزگی کارفرمائی ہوتی ہے۔ لغو ، خرافات ، فواحش و منکرات ، بدعات وسیئات کا کہیں کوئی گزر نہیں ہوتا کیونکہ اہل ایمان نے یہ ٹھان رکھا ہے کہ ہم حلال چیزوں سے بھی اپنے رب کی رضا کی خاطر اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کے اہل ہیں تو بھلا ہمارے یہاں ان ہفوات اور شناعات اور قباحتوں کا کیا گزر ہوسکتا ہے؟۔ اور ہمہ وقت ہمارے لیے یہ تلقین وتنبیہ خضرراہ ہوتی ہے۔

"**من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة ان یدع طعامه و شرابه** "" جوشخص (روزہ رکھ کر) جھوٹ بولنا اوراس پرعمل کرنا ترک نہ کرے تواللہ تعالیٰ کواس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے" (بخاری)

اسی لیے آج ہماری خیرخواہی اوراصلاح وسدھاراورامرونہی کاجذبہ فزوں تر ہوا جارہا ہے۔ اورہماری نیک کوششوں کا دائرہ بڑھتا جارہا ہے کیونکہ دنیا میں فساد و بگاڑ کا دائرہ بھی روزافزوں ترقی پر ہے۔ دل چاہتا ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ صاف صاف اعلان کردیا جائے کہ ہمارا جذبہ، اخلاص اور جہد وسعی بھی جوش مار رہا ہے اور تیزی سے ترقی کے منازل طے کررہا ہے۔

تو آیئے! ہم اپنا جائزہ لیں کہ آج امت ، انسانیت اور جماعت وجمعیت کے تئیں کیا واقعی ہم اللہ جل شانہ کی مذکورہ بالانعمتوں سے مالا مال ہورہے ہیں؟ اوراس کی مغفرت ، رحمت اور رضوان کے سزاوار ٹھہرا دئے گئے ہیں؟ یا متاع غرور کا سودا کئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں؟ ۔ کیا ہم اپنے آپ کو ، اپنے گھر کو ، اپنے معاشرہ اور سوسائٹی کو ، ملک اور ملت کو مذکورہ تمام فضائل سے ہمکنار کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں؟ اور ان تمام شروفساد ، ظلم وزیادتی ، سیئات و برائیوں سے ہم اپنے آپ کو پاک کر چکے ہیں؟ کیا واقعی بحیثیت امت ، فرد اور جماعت ، ہماری مغفرت ہوگئی ہے؟ کیا اب ہم اپنی دینی ، ملی اور انسانی کوتاہیوں اور لغزشوں سے پاک ہوگئے اور بخش دیئے گئے ہیں؟ کیا حقیقت میں فرد اور ملت کے سر پر رحمتوں کا سایہ فگن ہوگیا ہے؟ کیا رضائے الٰہی کا سرٹیفکیٹ امت اور فرد وجماعت کے ہاتھ میں تھما دیا گیا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے رمضان المبارک کا مغفرت ، رحمت اور رضوان کا مہینہ پالیا ہے؟ ہوں گی یہ رحمتیں ، یہ مغفرتیں ، یہ رضامندیاں اور یقیناً ہیں ۔ مگر اس کے سزاوار و حقدار کوئی اور ہیں ۔ کیوں کہ اللہ کا کلام اور اس کا وعدہ غلط نہیں ہوسکتا ۔ البتہ ہمارے وعدے اور دعوے اور اعمال وکردار غلط اور جھوٹے ہوسکتے ہیں ۔ کیا ہمارے اندر افطار کے وقت کو پالینے کی جوتڑپ تھی اور روزہ کھولنے کی جو فرحت نصیب تھی اوراس کی لذتوں سے شادکام ہونے کے لیے ہم جس طرح اس افطار کی گھڑی کے لیے سراپا انتظار تھے اوراس سے محظوظ ومسرور ہورہے تھے کہ اللہ جل شانہ سے ملاقات کے لیے بھی اسی قدر اپنے جسم وجان اور قلب وجگر میں تڑپ محسوس کررہے ہیں؟ اس سے ملنے کے لیے ہم اسی قدر بے چین ہیں؟ کیا ہمارے اندر وہی وارفتگی ، خواہش اور ملنے کی امنگیں اور خواہشیں انگڑائیاں لے رہی ہیں ۔؟ اگر یہ شوقِ فراواں اور جذبۂ صادق انتظار قاتل ہماری روح میں رچ بس گیا ہے اور جسم وجان اس کے لیے بے چین ہے تو واقعی ہم نے رمضان کی سعادتوں کو حاصل کرلیا ہے ۔ بصورت دیگر رحمتوں کی موسلا دھار بارش میں بھی رحمتِ الٰہی سے محروم کیوں ہیں ۔؟

روٹھی ہوئی یہ رحمت یزداں جواب دو؟!

دراصل ہمیں ان عظیم ایام کے ضائع کردینے پر چار چار آنسو بہانا چاہئے ۔ اور ہماری ناکوں کے خاک آلود ہوجانے پر ماتم ومرثیہ کی ہزار داستان دہرانی چاہئیں ۔ اوراس سودائے متاع غرور سے جلد از جلد باز آنا چاہئے کہ ابھی بہت کچھ بگڑا نہیں ہے ۔ "**قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ**". (الزمر: ۵۳) "(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے ، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے" ۔

آؤ! ہم تمہیں ایک اور آزمودہ نسخہ اور تیر بہدف اور پیٹنٹ دوا بتاتے ہیں جو تمہیں تمہارے تمام امراض سے نجات دلا دے گی اور وہ تمام زہرناکیاں جو تمہیں بے جان اور کھوکھلا کرچکی ہیں ان سب کے لیے تریاق ثابت ہوگی ۔ دیکھو یہ مجرب نسخے آزمائے ہوئے بھی ہیں اور مفید بھی ہیں اور نشاط آور بھی ۔ گرچہ تمہیں بہت سی باتوں کی طرح بظاہر یہ سنکھیا لگے گی لیکن فی الحقیقت یہ مصری کی ڈلی ہے ۔ آؤ! اسے آزماؤ ۔ خود مسیحائی فرماؤ ، باذن الٰہی یہ مجرب ومحبوب دوا تمہارے دل ودماغ ، قلب وجگر اور جسم وجان اور اعضاء وجوارح کو چست و درست اور تندرست وتوانا بنا دے گی ۔ جسم وروح کو تازگی اور بالیدگی حاصل ہوجائے گی ۔ یہ نسخہ ہے جو تمہارے پیارے نبی محمد عربی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آزمایا ہے اور بڑی محبت سے امت کو سکھایا ہے ۔ رات کے اندھیرے میں اپنے رب کے سامنے خوب آہ وزاری کرو ۔ کیوں کہ تمہاری جانوں سے بھی زیادہ پیارے اور سب سے افضل نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی

شیوہ اور اسوہ تھا۔طول قیام اور حسن قرأت اور خشوع وخضوع فی الصلاۃ سے آپ کے قدم مبارک میں ورم ہوجاتا تھا اور جذبۂ شکر گزاری سرد پڑنے کے بجائے اور دوآتشہ ہوجاتا تھا اور ''افلا اکون عبدا شکورا''،'' کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' کی صدائے قدردانی برتوفیق الٰہی بلند ہونے لگتی تھی۔ ہمارے اسلاف سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نرم دلی، رقت قلبی اور آہ وزاری اور امت کے لیے دلداری وفداکاری یاد کرو۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خشیت الٰہی اور اندیشہ وجوابدہیٔ آخرت کے سبق کو پھر پڑھو۔اور زہد وورع اور خشیت وتقویٰ جس طرح سے آپ پر طاری ہوتی تھی اس کو یاد کرو۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غنائے مال ومنال اور فدائے دین وملت ہونے کے باوجود کمال استغنا اور بے نیازی سے سبق حاصل کرو۔ دنیا کی جاہ اور اس میں جاں کاہی اور جگر کاوی کے بجائے اس سلسلہ میں صبر وشکیبائی کو یاد کرو۔منبر ومحراب میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آہ وزاری اور لرزیدگی وکپکپی کو مت بھولو۔ان کے بارے میں صحابہ اور ان کے اصحاب ووزراء گواہی دیتے ہیں کہ ''رائیتہ قائما یصلی فی المحراب یتململ کتململ السلیم'' کہ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کو رات کے اندھیرے میں محراب کے اندر اللہ کے حضور کھڑے ہوکر کے نماز پڑھتے ہوئے اس قدر لرزاں و ترساں، کپکپاتا اور کانپتا، آہیں بھرتا میں نے بارہا دیکھا۔ گویا کہ عرب کے زہرناک مار وکژدم نے ان کو ڈس لیا ہو۔جسم بے قابو ہوگیا ہو، رنگ زرد ہوگیا ہو، چہرہ فق پڑ گیا ہو۔دور کیوں جاتے ہو تمہارے سارے اسلاف کا عبرالقرون یہی طریقہ ووطیرہ تھا۔یہی ان کی قوتوں کا سرچشمہ تھا۔ان کی طاقتوں کا سرنہاں اور راز سربستہ تھا۔ ان کی کامیابیوں کی کنجی اور مفتاح تھا۔ کیا امام اہل سنت والجماعت احمد ابن حنبلؒ آہ سحرگاہی نہیں فرماتے تھے؟ کیا تم امام بخاری کا سجدۂ تحیۃ وتشکر بھول گئے؟ کیا امام ابن تیمیہؒ کا مہجور اور دور کی مساجد میں ناک کو خاک آلود کرتے، زار وقطار روتے اور رب کے دربار میں گڑگڑاتے تم نے نہیں دیکھا؟ کل ہی کی بات ہے کہ تمہارے ہی تحریک شہیدین کے قافلہ سالاروں اور حدی خوانوں، علمبرداروں اور جانثاروں نے ایوانوں کو تج کر کوہوں اور آبشاروں کو آباد کردیا تھا۔اور دن میں اپنی بے پناہ کاوشوں، جانبازیوں، فداکاریوں اور تگ وتاز اور خون وپسینوں کو بہا کر اور رات کے اندھیرے میں اپنی آہ وبکا اور تضرع اور دعا میں آنکھوں سے آبشارے اور چشمے جاری کر کے ہندوستان میں رب کی روٹھی ہوئی رحمتوں کے چشموں کو جاری وساری فرمادیا تھا؟

کیا تم نے میاں صاحب دہلوی، مونگیری، قنوجی وکرنولی، صادقانِ صادقپوری و مدراسی وحیدرآبادی، وزیرآبادی، غزنوی، امرتسری، رحیم آبادی، غازی پوری، آروی، پنجابی، مبارکپوری اسوہ شب بیداری کی کرشمہ سازیوں اور کارسازیوں کو اتنا جلد بھلا دیا۔؟!! یہ توکل کی سنتیں اور یادداشتیں ہیں۔اور بحمدللہ آج بھی یہ سلسلۃ الذہب منقطع نہیں ہے۔ تہجد گزاروں، شب بیداروں، شب زندہ داروں، اوراد ووظائف اور دعا واستغفار، تضرع وابتہال کے خوگر آج بھی تمہاری صفوں میں مفقود نہیں ہیں۔لیکن ہائے افسوس کہ وہ کمیاب اور خال خال ہی رہ گئے ہیں۔جن کے کیمیا اثر صحبت وفیوض سے صحبت یاب اور فیض یاب ہونے کی ضرورت ہے اور اسی کے ہم فی زمانہ محتاج ومفتقر ہیں۔ امت، انسانیت، جماعت، جمعیت، ملک اور ملت، سماج، فرد اور سراپا جس طرح مبتلائے رنج ومحن ہیں اسی طریقہ سے ہر ہر فرد کو آہ سحرگاہی اور آہ وزاری میں منہمک ومشغول رکھنا فرض ہے۔اور تم خوب جانتے ہو کہ

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحرگاہی

اس لیے ابھی سے ایک لمحہ اور آن واحد ضائع کئے بغیر دو باتوں کا عزم کرو اور میدان عمل میں کود پڑو۔ دیکھو کوئی لمحہ ضائع نہ ہوجائے۔

کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

اول یہ کہ اپنے اندر ماننے کی خو پیدا کرلو۔ بڑوں کی مانو، دین وایمان کی مانو، اللہ ورسول کی مانو، اور یہی معنی ہے مومن اور مسلمان کے۔تمہارے مذہب میں مان لینا، ہمہ وقت سرتسلیم خم کئے رہنا، ادنیٰ تکبر وخود پسندی اور انا کو نہ پھٹکنے دینا ہی معلوم ومتعین ہے۔ پتہ نہیں تم نے کج آرائیوں، آزاد خیالیوں اور ان بے دلیل آزادی وحریت کو تم نے کہاں سے اپنا لیا کہ یہ خام خیالی بھی ہے، سب سے بدترین غلامی بھی ہے، سب سے بری تقلید وجمود بھی ہے۔اور تم جانتے ہو کہ اپنے نفس اور خواہشات کی غلامی سب سے بدترین غلامی ہے اور اس کی پیروی سب سے بڑا شر اور اپنے اوپر ظلم ہے۔یقین جانو کہ جس دن تم نے ماننا شروع کردیا تم ساری دنیا کو بھی منالوگے۔اور اللہ جل شانہ صرف ماننے والوں سے ہی مانتا ہے جس طرح وہ مانگنے والوں کو ضرور عطا کرتا ہے۔

دوم یہ کہ تم ٹھان لو کہ جب تک روئے زمین پر فساد وبگاڑ کا سلسلہ جاری رہے گا ہمارا جذبۂ ایمان واصلاح بام عروج پر رہے گا کہ حیات جاویدانی وکامرانی نام ہے جستجوئے صادق اور جہد مسلسل کا۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

رمضان المبارک کے فضائل واحکام

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبیداللہ رحمانیؒ

شب قدر: شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہونا شروع ہوا، عزت وحرمت کی رات ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے، امن وسلامتی کی رات ہے جس میں عالم کے لئے امن وسلامتی کا پیغام اترا، وہ برکت والی رات ہے جس میں برکات ربانی، رحمتہائے آسمانی کی ہم پر سب سے پہلے بارش ہوئی۔

اِنَّآ اَنزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر: ۱-۵)

ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ وہ ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح الامین جبرئیل اپنے رب کے حکم سے امن اور سلامتی لے کر اترتے ہیں جو طلوع فجر تک قائم رہتی ہے۔

”اِنَّآ اَنزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ“. (الدخان:۳-۶)

وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (صحیحین)

جس نے شب قدر میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے تراویح اور قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس رات میں رحمت الٰہی کا طلبگار ہو اور رحیم وکریم کے سامنے سر نیاز جھکا دے اور خشوع وخضوع سے یہ دعا پڑھے

:اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ. اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے، درگذر کرنے کو پسند کرتا ہے، پس میرے گناہوں سے درگذر فرما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا: اگر میں شب قدر پاؤں تو کیا پڑھوں؟ آپ نے ان کو یہی دعا سکھائی۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

شب قدر رمضان کے آخر عشرہ میں پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ رمضان کے آخر دہے کی راتوں میں خصوصیت اور غایت اہتمام کے ساتھ تسبیح وتقدیس، تکبیر وتہلیل، استغفار وذکر الٰہی، تلاوت قرآن، نفل نمازوں میں مشغول رہے اور طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

اعتکاف: عبادت الٰہی کی نیت سے مسجد میں اپنے کو مقید کرنا اعتکاف ہے اور یہ سنت موکدہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ (صحیحین)

یعنی آپ ہمیشہ رمضان کے آخر دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے تا آنکہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی، آپ کے بعد آپ کی ازواج اعتکاف کرتی رہیں۔

اعتکاف کرنے والا چونکہ قرب الٰہی کی طلب میں اپنے کو خدا کی عبادت کے لئے وقف کردیتا ہے، اور دنیا کے تمام مشاغل سے دور ہوجاتا ہے، اس لئے ان اشخاص کے مشابہ ہے جن کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ. اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے کرتے ہیں۔ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ. رات دن پاکی بیان کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ (آل عمران:۱۹۱) اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں۔ ”اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ. تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ. (السجدہ:۱۵) رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ (النور:۳۷) ان کی حالت یہ ہے کہ جب آیات قرآنیہ کے ساتھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور حمد الٰہی کے ساتھ رب کی پاکی بیان کرتے ہیں، ان کے پہلوان کی خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں، امید وبیم کی حالت میں اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں، اللہ کی یاد سے خرید وفروخت ان کو غافل نہیں کرتی۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرَ اَحْیَا الَّیْلَ وَاَیْقَظَ اَهْلَهٗ وَشَدَّ مِئْزَرَهٗ (صحیحین). وَعَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا یَجْتَهِدُ فِیْ غَیْرِهٖ. (مسلم)

ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ جتنے دن چاہے اعتکاف کرسکتا ہے مگر رمضان کے پورے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے، پس جو شخص پورے عشرہ کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو، بیسویں رمضان کو دن کے آخر حصہ میں آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچ جائے اور اکیسویں تاریخ کی رات مسجد میں گزارے اور مسجد

کے جس گوشہ میں اس کے لئے اعتکاف کی جگہ متعین کی گئی ہے، صبح کی نماز سے فارغ ہوکر اس جائے معینہ کو اعتکاف کے لئے اختیار کرلے۔

اعتکاف مرد وعورت اور نابالغ بھی کرسکتے ہیں، مگر عورت کو اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرنی ضروری ہے، اعتکاف اپنے شہر یا قصبہ کی جامع مسجد میں کرنا چاہیے۔ وهو مختار شيخنا العلامة الاجل الشيخ عبدالرحمن المباركفوري رحمه الله تعالى كما صرح به في شرح الترمذي. عورت بھی مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے۔ (جیسا کہ ازواج مطہرات مسجد نبوی میں معتکف ہوئی تھیں) مگر اس کے لئے اس کے شوہر یا ذی محرم کی ضرورت ہے، زمانہ کے خراب اور پرفتن ہونے کی وجہ سے علمائے حنفیہ کے نزدیک عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے، ان کے نزدیک اس کو اپنے گھر کی مسجد میں یا گھر کی کسی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرنا چاہیے۔

کن امور سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور وہ جائز ہیں: مسجد گرجانے یا زبردستی مسجد سے نکال دیئے جانے یا جان ومال کے خوف سے مسجد سے باہر نکل جانا بشرطیکہ دوسری مسجد میں فوراً چلا جائے، مسجد میں کسی دوسرے کو ضرورت کے وقت خرید وفروخت کی ہدایت کرنا، نکاح کرنا، عمدہ لباس پہننا، سر میں تیل لگانا، خوشبو استعمال کرنا، کوئی دوسرا کھانا لانے والا نہیں ہے اس لئے خود گھر جاکر کھانا لانا، پیشاب، پاخانہ کے لئے قریب سے قریب جگہ جانا، غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا، بعض روایتوں سے جامع مسجد کے علاوہ دوسری ایسی مسجد میں جہاں جماعت کے ساتھ پنجگانہ نماز ہوتی ہو، اعتکاف کرنے کا جواز نکلتا ہے اس لئے جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے اس قدر پہلے جاسکتا ہے کہ خطبہ سے پہلے چار رکعت پڑھ سکے اور نماز فرض کے بعد اس قدر ٹھہر سکتا ہے کہ چار یا چھ رکعت سنت پڑھ سکے۔

ممنوعات اعتکاف: ۱۔ بیوی سے بوس وکنار اور صحبت کرنا، وَلاَ تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِيْ الْمَسَاجِدِ. مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں بیویوں سے مباشرت وغیرہ نہ کرو۔ ۲۔ جنازہ اٹھانے یا جنازہ کی نماز پڑھنے کے واسطے یا بیمار کی عیادت اور تیمارداری کے لئے مسجد سے نکلنا، ہاں اگر قضائے حاجت کے لئے معتکف مسجد سے باہر گیا اور راستہ میں کوئی بیمار مل گیا تو اسے چلتے چلتے حال پوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لاَ يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلاَ يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلاَ يَمُسَّ اِمْرَأَةً وَلاَ يُبَاشِرُهَا وَلاَ يَخْرُجُ لِحَاجَةٍ اِلاَّ لِمَا لاَبُدَّ مِنْهُ. (ابوداؤد)

معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ کسی بیمار کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازے میں حاضر ہو اور نہ عورت کو چھوئے اور نہ مباشرت وجماع کرے اور پیشاب پاخانے کی حاجت کے علاوہ کسی اور ضرورت وحاجت سے نہ نکلے۔

صدقہ فطر: ہم پہلے بتاچکے ہیں کہ روزہ دار مجسم نیکی ہوتا ہے، اس کا جسم انسانی ہوتا ہے مگر روح فرشتوں کی زندگی گزارتی ہے، نہ تو وہ غیبت کرتا ہے نہ جہالت کے کام کرتا ہے مگر پھر بھی وہ معصوم نہیں ہے اس سے غلطی اور لغزش ہوسکتی ہے، گناہ اور برائی میں مبتلا ہوسکتا ہے، زبان سے بیہودہ اور لغو باتیں نکل آتی ہیں، ظاہر ہے ایسی حالت میں روزہ عیوب اور نقصانات سے منزہ اور پاک نہیں رہے گا، اسی لئے رحمۃ للعالمین ﷺ نے ہمارے روزوں کو ان نقصانات سے پاک صاف اور مقبول ہونے کے لئے ایک نہایت سہل صورت بتائی ہے جس کو اصطلاح شرع میں صدقۃ الفطر کہتے ہیں اور جو دیگر فرائض کی طرح ایک فریضہ ہے۔

صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلاَ يُرْفَعُ اِلاَّ بِزَكوٰةِ الْفِطْرِ. (ترغيب و ترهيب) رمضان کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں اور جب تک صدقۃ الفطر نہ ادا کیا جائے، مقبول نہیں ہوتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكوٰةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ... الحديث (ابوداؤد، ابن ماجه)

رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر فرض کیا ہے، روزہ دار کے روزے کو لغو اور فحش گوئی سے پاک اور صاف کرنے کے لئے۔

صدقہ فطر کس پر فرض ہے: صدقہ فطر کی فرضیت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے پاس زکوۃ کا نصاب ہو بلکہ جس طرح ایک دولت مند پر فرض ہے، اسی طرح اس غریب پر بھی فرض ہے، جس کے پاس عید کے دن اپنی اور اپنی اہل وعیال کی خوراک سے زائد اس قدر موجود ہو کہ ہر ایک کی طرف سے ایک صاع غلہ دے سکے، بلکہ غرباء کو دوسروں کے دیئے ہوئے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: اَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ اللّٰهُ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطٰى (احمد، ابوداؤد) صدقہ فطر کے ذریعہ اللہ غنی کو پاک صاف کرتا ہے اور غریب کو اس کے ساتھ جتنا اس نے دیا اس سے زیادہ واپس لوٹاتا ہے۔

معلوم ہوا صدقہ فطر امیر غریب مستطیع غیر مستطیع سب پر فرض ہے، ونیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكوٰةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (صحيحين) آنحضرت ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور، یا ایک صاع جو، غلام، آزاد، مرد، عورت، نابالغ، بالغ مسلمان پر فرض کردیا ہے مگر بیوی بچوں غلاموں کا صدقہ فطر مالک اور صاحب خانہ کو دینا ہوگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امر رسول الله ﷺ بصدقة الفطر عن الصغير والكبير والحر والعبد ممن تعولون (دارقطنی) یعنی بالغ، نابالغ، آزاد، غلام کے نفقہ اور خرچ کا جو ذمہ دار ہو اس کو ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

اگر بیوی بچے مکان پر نہ ہوں بلکہ سفر میں ہوں تو ان کا صدقہ فطر بھی ادا کرنا ہوگا ہاں اگر کسی نابالغ لڑکی سے نکاح کیا ہے اور عدم بلوغ کے باعث رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے والدین کے یہاں ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کو ادا کرنا ہوگا،

اوروہ عورت جواپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نافرمانی کر کے ماں باپ کے یہاں چلی گئی ہوتواس کاصدقہ فطراس کے شوہر پرفرض نہیں ہے۔

صدقہ فطرانہی لوگوں پرفرض نہیں ہے جن پر روزے فرض ہیں بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بالغ ہو یانابالغ مرد ہو یاعورت جیسا کہ صحیحین کی احادیث سے معلوم ہو چکا، آپ نے صدقہ فطرکوطعمۃ للمساکین (مساکین کی خوراک) فرمایا، پس صدقہ فطر جس طرح روزہ دار کی فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کودور کرنے کی حیثیت سے فرض کیا گیا اسی طرح مساکین کی خوراک ہونے کی حیثیت سے بھی فرض کیا گیا ہے، پس جوشخص عید کی صبح کومسلمان ہوجائے یاجو بچہ عید کی صبح کو پیدا ہوجائے اس پرصدقہ فطر فرض ہے۔

صدقہ فطر کب ادا کرنا چاہیے: صدقہ فطرعید کی صبح کوعید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے، اگرعید کی نماز کے بعدادا کیا گیا توصدقہ فطرادانہیں ہوگا اورصدقہ فطر کاثواب نہیں ملے گا بلکہ مطلق صدقہ اورخیرات کے حکم میں ہوجائے گا۔

فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ. (ابوداؤد، ابن ماجه)

جس نے صدقہ فطرقبل نمازعیدادا کیا تو وہ صدقہ فطرمقبول ہوگا اور جس نے بعد نمازادا کیا تو وہ مطلق خیرات کے حکم میں ہوجائے گا۔

حضرت ابن عمرؓ صحابی فرماتے ہیں: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ (بخاری) آنحضورﷺ نے صدقہ فطرعیدگاہ میں جانے سے پہلے ادا کرنے کاحکم دیا۔

اگرکسی مقام میں بیت المال اورسرداری کانظام موجود ہو اور یہ سردار زکوۃ وصدقہ خورسرداروں اور پیروں کی طرح نہ ہو بلکہ وہاں پر بیت المال اورسرداری کانظام معاشرہ کی اصلاح کے ساتھ زکوۃ، عشر، صدقۃ الفطر وغیرہ کوان کے مصارف مقررہ میں دیانت داری کے ساتھ تقسیم کرنے کے لئے ہوتو عید سے دوایک دن پہلے اپنے اپنے صدقۃ الفطر کو بیت المال میں بھیج دینا کہ وہاں جمع ہوکر مستحقین کوتقسیم کیا جائے شرعاً جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بخاری میں ہے: كان يعطيها للذين يقبلونها وكانوا يعطون قبل الفطر بيوم أو يومين قال البخاری: كانوا يعطون ليجمع لا للفقراء، موطا میں ابن عمرؓ کے متعلق ہے: كان يبعث زكوة الفطر الى الذى يجمع عنده قبل الفطر بيومين او ثلثة. قال شيخنا فى شرح الترمذى اثر ابن عمر انما يدل على جواز اعطاء صدقة الفطر قبل الفطر بيوم او يومين ليجمع لا للفقراء كما قال، واما اعطاؤها قبل الفطر بيوم او يومين للفقراء فلم يقم عليه دليل انتهى. جمع شدہ صدقہ فطرعید کے دن مساکین وفقراء کوتقسیم کردے تاکہ وہ اس دن سوال سے بے نیاز ہوجائیں اورشرعی مصلحت پوری ہوجائے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: كان يامرنا ان نخرجها قبل ان نصلى فاذا انصرف قسمه بينهم (سعيد بن منصور)

صدقہ فطر کس قدراورکن چیزوں سے دینا چاہیے: صدقہ فطراس غلہ سے دینا چاہیے جوعام طور پر وہاں کے لوگوں کی خوراک ہو، اگرعام طور پر چاول کھایا جاتا ہے توچاول دینا چاہیے وقس علی ہٰذا۔ اوربغیرفرق وامتیاز کے ہرجنس سے ایک صاع حجازی دینا چاہیے (وهو الاحوط عند شيخنا كما صرح به فى شرح الترمذى) لیکن وہ جنس گھٹیا نہیں ہونی چاہیے، صاع حجازی یعنی صاع نبوی کی تول انگریزی سیر سے مختلف غلوں کی مختلف ہوتی ہے، اس لئے تعیین نہیں کی جاسکتی پس جن لوگوں نے مطلقاً تین سیر یاچارسیر یاپونے تین سیر یاسوادوسیر لکھا ہے، صحیح نہیں ہے۔

اس بات پرسب کا اتفاق ہے کہ کھجور، جو، پنیر، منقی سے ایک صاع فی کس صدقہ فطرادا کیاجائے لیکن گیہوں میں اختلاف ہے کہ ایک صاع دینا چاہیے یانصف صاع، گیہوں سے صدقہ فطر دینے کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے، كما صرح به الحافظ والشوكانى والزيلعى وغيرهم، ہاں اکثر صحابہ گیہوں سے نصف صاع دیئے جانے کے قائل تھے، اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابوسعید خدریؓ تمام اجناس سے ایک صاع دینے کے قائل تھے، اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عہدنبوی میں مدینہ میں گیہوں تقریباً تھی ہی نہیں اور جب فتوحات اسلامی کا سلسلہ وسیع ہوا اور گیہوں مختلف مقامات سے آنے لگی یاصحابہ کاایسے مقامات میں گذرہوا جہاں گیہوں ہوتی تھی لیکن اوراجناس کے مقابلہ میں گراں تھی توصحابہؓ نے گیہوں کوگراں سمجھ کر قیمت کاخیال کر کے نصف صاع کافی سمجھا، اس سے معلوم ہوا کہ جوصحابہ گیہوں سے نصف صاع کے قائل تھے انہوں نے قیمت کالحاظ کیا اور حضرت ابن عمرؓ اور ابوسعید خدریؓ نے قیمت کالحاظ نہیں کیا بلکہ صاع کی مقدار کالحاظ کر کے بلافرق وامتیاز ہرجنس سے ایک صاع ضروری سمجھا۔ وبه قال مالك والشافعى واحمد واسحاق وهو الاحوط عند شيخنا. ہندوستان میں گیہوں کھجور سے سستی ہے پس ہرشخص کوگیہوں سے بھی ایک صاع دینا چاہیے ہاں اگرکسی کوایک صاع دینے پرقدرت نہیں ہے تونصف صاع دے دے۔

صدقہ فطر میں کیا قیمت یعنی نقد(پیسہ) دینا جائز ہے: آنحضرتﷺ اور صحابہ کرام سے صدقۃ الفطر میں قیمت دینا ثابت نہیں۔ اس لئے بغیر عذر کے قیمت نہیں دینی چاہیے، بلکہ عام طور پر کھائے جانے والے غلہ ہی سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے، البتہ اگرحسب ضرورت غلہ نہ مل سکے توبازار کے عام نرخ کے مطابق فطرہ میں قیمت نکالی جاسکتی ہے، صاحب حدائق الازہار کے قول: وانما تجزئ القيمة للعذر کی شرح میں علامہ شوکانی لکھتے ہیں: اقول هذا صحيح لان ظاهر الاحاديث الواردة لتعيين قدر الفطرة من الاطعمة أن اخراج ذلك مما سماه النبى ﷺ متعين، واذا عرض مانع من اخراج العين كانت القيمة مجزئة لان ذلك هو الذى يمكن

من علیه الفطرة ولا یجب علیه ما لا یدخل امکانه. (السیل الجرار ۲/۸۲ طبع القاهرة)

عیدالفطر: عیدالفطر کی رات شرف اور بزرگی کی رات ہے، اس بارے میں کئی صحابہ سے روایتیں آئی ہیں جن کو حافظ عبدالعظیم منذری نے اپنی ترغیب میں ذکر کیا ہے، عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، یہاں تک کہ اگر کسی نے عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو وہ منعقد نہیں ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ نَهَی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. (صحیحین)

عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا مَنْ نَذَرَ اَن یَّعْصِیَهُ فَلاَ یَعْصِیْهِ. (بخاری) عن عمران بن حصین مرفوعا لا وفاء لنذر فی معصیة. (مسلم)

زوال شمس کے بعد عید کا چاند دیکھنے کی شہادت: اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کسی جگہ سے وقت پر شہادت پہنچی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو زوال سے پہلے اگر معتبر شہادت مل جائے تو روزہ افطار کر دینا چاہیے اور اسی دن عید کی نماز پڑھ لینی چاہیے اور اگر آفتاب ڈھلنے کے بعد چاند دیکھنے کی شہادت پہنچے تو روزہ اسی وقت افطار کر دیا جائے لیکن عید کی نماز اس دن نہ پڑھی جائے، ابوعمیر انصاری اپنے کئی صحابی چچاؤں سے روایت کرتے ہیں۔

اُهِلَّ عَلَیْنَا هِلاَلُ شَوَّالٍ فَاَصْبَحْنَا صِیَامًا فَجَاءَ رَکْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ رَأَوا الْهِلاَلَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ یُّفْطِرُوْا مِنْ یَوْمِهِمْ وَاَن یَّخْرُجُوْا لِعِیْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ. (ابوداؤد، نسائی وغیرہ)

ابر کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہیں آیا اس لئے ہم نے روزہ کی حالت میں صبح کی آخر دن میں چند سوار آئے اور آنحضور ﷺ کے سامنے شہادت دی کہ ہم نے چاند شام کو دیکھ لیا تھا، آپ نے لوگوں کو افطار کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ کل عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں چلنا ہوگا۔

عیدالفطر کے دن یہ امور مسنون ہیں: (۱) غسل کرنا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدگاہ میں جانے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے، (موطا مالک) ابن ماجہ، عبداللہ بن احمد، بزار نے ابورافعؓ، ابن عباسؓ وغیرہ سے آنحضرت ﷺ کے عید کے دن غسل کرنے کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ لکنها کلها ضعیف کما صرح به الحافظ فی الدرایة.

(۲) عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدین میں بہترین کپڑے پہنتے تھے۔ (فتح الباری بحوالہ بیہقی و ابن ابی الدنیا)

(۳) بہترین خوشبو استعمال کرنا: قال الامیر الیمانی فی سبل السلام یندب لبس احسن الثیاب والتطیب باجود الاطیاب فی یوم العید لما اخرجه الحاکم من حدیث الحسن السبط قال: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْعِیْدَیْنِ اَنْ نَلْبِسَ اَجْوَدَ مَا نَجِدُ وَاَنْ نَتَطَیَّبَ بِاَجْوَدَ مَا نَجِدُ.

(٤) بلند آواز سے عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارنا۔ عَنِ ابنِ عُمَرَ اِنَّهُ کَانَ اِذَا غَدَی یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ الْاَضْحٰی یَجْهَرُ بِالتَّکْبِیْرِ حَتّٰی یَاتِیَ الْمُصَلّٰی ثُمَّ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَاتِیَ الْاِمَامُ (دارقطنی، بیهقی) حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر پکارتے تھے (دارقطنی) ایک حدیث میں ہے عیدین کو تکبیر کے ذریعہ زینت دو۔ (طبرانی باسناد ضعیف) ولتکبروا الله علی ما هداکم تاکہ اللہ کی بڑائی بیان کرو اس کی ہدایت پر۔ اس آیت سے علماء نے تکبیر مذکور پر استدلال کیا ہے، تکبیر کے الفاظ یہ ہیں: اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

(٥) عیدگاہ میں پیدل جانا - عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْرُجُ اِلَی الْعِیْدِ مَاشِیًا وَاَنْ تَاکُلَ شَیْئًا قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ اخرجه الترمذی وفی الباب احادیث اخری ضعیفة لکنها یعتضد بعضها ببعض.

(٦) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا - کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ فِیْ طَرِیْقٍ رَجَعَ فِیْ غَیْرِهِ. (ترمذی، احمد، ابن حبان وغیرهم) وفی الباب احادیث اخری ذکرها الشوکانی فی النیل. راستہ بدلنے کی بیس سے زیادہ حکمتیں بیان کی گئی ہیں، ظاہری حکمت اسلام کی قوت اور شوکت کا اظہار ہے۔

(۷) طاق کھجوریں یا چھوہارے کھا کر عیدگاہ جانا، اگر یہ نہ ہو تو کوئی میٹھی چیز کھالے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَغْدُوْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاکُلَ تَمَرَاتٍ وَیَاکُلُهُنَّ وِتْرًا. (بخاری) یعنی آنحضرت ﷺ عیدالفطر کی صبح کو بغیر طاق کھجوریں کھائے ہوئے عیدگاہ تشریف نہیں لے جاتے تھے۔

عورتوں کا عیدین کی نماز کے لئے عیدگاہ جانا: عورتوں کا عیدگاہ میں عید کی نماز کے لئے جانا سنت ہے۔ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، جوان ہوں یا ادھیڑ یا بوڑھی۔

عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُخْرِجُ الْاَبْکَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُیَّضَ فِی الْعِیْدَیْنِ فَاَمَّا الْحُیَّضُ فَیَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰی وَیَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ یَکُنْ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتَعِرْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا. (صحیحین وغیرہ)

آنحضرت ﷺ عیدین میں دوشیزہ جوان کنواری حیض والی عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے تھے، حیض والی عورتیں جائے نماز سے الگ رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں، ایک عورت نے عرض کیا: اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: اس کی مسلمان بہن اپنی چادر میں لے جائے۔

جو لوگ کراہت کے قائل ہیں یا جوان اور بوڑھی کے درمیان فرق کرتے ہیں درحقیقت وہ صحیح صریح حدیث کو اپنی فاسد اور باطل رایوں سے رد کرتے ہیں۔

حافظ نے فتح الباری میں اور ابن حزم نے اپنی محلی میں بالتفصیل مخالفین کے جوابات ذکر کئے ہیں، ہاں عورتوں کو عیدگاہ میں سخت پردہ کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خوشبو لگائے اور بغیر بجنے والے زیوروں اور زینت کے لباس کے جانا چاہیے تاکہ فتنہ کا باعث نہ بنیں۔

عید کی نماز صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں پڑھنی چاہیے۔ عید کی نماز قصبہ یا شہر یا گاؤں سے باہر صحرا یعنی کھلے ہوئے میدان میں ادا کرنی سنت ہے اور بغیر عذر کے مسجد میں یا چہار دیواری گھیر کر مسجد کی صورت بنا کر احاطہ میں ادا کرنا خلاف سنت ہے۔

آنحضور ﷺ کا مصلی (عیدگاہ) صحرا میں تھا جس کو جبانہ کہتے ہیں۔ آپ نے صرف ایک دفعہ بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد نبوی میں عید کی نماز پڑھی تھی اور مسجد نبوی کے اشرف مواضع اور افضل بقاع ہونے بلکہ اس کے بعض حصہ کے روضۃ من ریاض الجنۃ ہونے کے باوجود بغیر عذر کبھی اس میں نماز عید نہیں ادا فرمائی۔

عید کی نماز: عید کی نماز سنت موکدہ ہے، آپ نے کبھی اس نماز کو ترک نہیں فرمایا، جب آفتاب طلوع ہو کر روشنی پھیل جائے تو عید کی نماز کا اول وقت ہو گیا یعنی اشراق کا وقت عید کی نماز کا اول وقت ہے، اور قبل زوال شمس تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔

نماز عید کے لئے اذان ہے نہ اقامت۔ عن جابر بن سمرة قال صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ العِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلاَ اِقَامَةٍ (مسلم) نماز سے پہلے یا بعد میں عیدگاہ میں سنت یا نفل پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے اسی طرح نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کا بھی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی عیدگاہ میں منبر لے جانے کا ثبوت ہے، نماز سے پہلے خطبہ اور وعظ کہنا اور عیدگاہ میں منبر لے جانا بدعت ہے۔ اور نماز عیدین سے پہلے اور بعد میں کوئی سنت نماز نہیں ہے، نہ عیدگاہ میں نہ گھر پر۔

عید کی نماز کا طریقہ: دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہے پھر ہاتھوں کو سینے پر باندھ لے پھر سات مرتبہ اللہ اکبر کہے، پھر سبحانك اللهم یا اللهم باعد بيني پوری پڑھے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورہ اعلی یا سورہ قاف پڑھے پھر اللہ اکبر پکار کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع اور سجدوں سے فارغ ہو کر تکبیر پکارتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے، پھر پانچ مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر سورہ فاتحہ پڑھے اور امام اس کے بعد سورہ غاشیہ یا سورہ قمر پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور حسب دستور رکوع سجدہ اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔

معلوم ہوا کہ عید کی نماز دو رکعت ہے اور اس کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ قرأت فاتحہ سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں گی اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام کے علاوہ قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں گی، هذا هو الحق كما بينه شيخنا في شرح الترمذي وفي رسالته القول السديد.

اور تکبیر زوائد کے ساتھ رفع الیدین کا ثبوت کسی مرفوع صحیح حدیث سے نہیں ہے۔ ہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تکبیر زوائد کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے پس اگر کوئی ان کی اتباع میں رفع الیدین کرے تو کر سکتا ہے۔

عید کا خطبہ: عید کی نماز کے بعد خطبہ اور وعظ کہنا سنت ہے، امام کو چاہیے کہ مردوں کو خطبہ سنانے کے بعد عورتوں کے مجمع کے پاس پردہ سے باہر کھڑا ہو کر ان کو بھی وعظ و نصیحت کرے اور صدقہ وخیرات پر برانگیختہ کرے، اگر اسے یہ محسوس ہو کہ اس کی آواز عورتوں تک نہیں پہنچی ہے۔

بعض ائمہ کے نزدیک عید کا خطبہ سننا ضروری ہے، سنت کے مطابق خطبہ سن کر واپس ہونا چاہیے، امام کو چاہیے کہ سامعین کی زبان میں صدقہ وخیرات، اتفاق واتحاد واخلاص وغیرہ پر برانگیختہ کرنے کے علاوہ اہم اور ضروری وقتی مسائل اور ضروریات پر خطبہ سنائے۔

عیدین کے لئے جمعہ کی طرح دو خطبہ دینا کسی معتبر مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ دو خطبوں کے ثبوت میں تین روایتیں ذکر کی جاتی ہیں، ایک حضرت جابرؓ کی جو ابن ماجہ میں مروی ہے، دوسری حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی جو مسند بزار میں مروی ہے، تیسری حضرت ابن مسعودؓ کی جسے امام نووی نے اس طرح ذکر کیا ہے۔ وروی عن ابن مسعود انه قال من السنه ان يخطب في العيدين خطبتين فيفصل بينهما بجلوس، لیکن یہ تینوں روایتیں غیر ثابت ہیں، اس لئے امام نووی لکھتے ہیں: لم يثبت في تكرير الخطبة شئى ولكن المعتمد فيه القياس على الجمعة، انتهى (تفصیل مرعاۃ ج۲ ص۳۳ میں ملاحظہ کی جائے)

شش عیدی روزے: رمضان کے روزے پورے کرنے کے بعد عید کے متصل ہی یا دو چار روز کے بعد شوال ہی کے مہینے میں پے در پے یا ناغہ کر کے چھ روزے رکھنے سے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

عن ابی ایوب عن رسول الله ﷺ قال: من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال فذلك صيام الدهر (مسلم وغیرہ)

سال بھر کے روزوں کا ثواب ملنے کی وجہ یہ ہے کہ قانون الٰہی من جاء بالحسنة فله عشر امثالها کے مطابق ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ملتا ہے تو رمضان کے تیس روزوں کا ثواب تین سو دن کا ثواب ہوگا، گویا تیس روزے قائم مقام دس مہینے کے روزوں کے ہوئے اور تیس روزے رکھنے سے دس مہینے کے روزوں کا ثواب ملا، اب اسی قانون الٰہی کے مطابق شش عیدی روزے ساٹھ روزوں کے قائم مقام ہوئے اور چھ روزوں سے دو مہینے کے روزوں کا ثواب ملا، معلوم ہوا کہ رمضان اور شش عیدی روزوں سے سال بھر کے روزوں کا ثواب مل جاتا ہے۔

پس مسلمانو! اس اجر عظیم کو حاصل کرنے کے لئے رمضان کے بعد یہ چھ روزے رکھنے کی پوری کوشش اور سعی کرو۔ اگرچہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک شش عیدی روزے مکروہ ہیں مگر عام متاخرین حنفیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہیں اور ان روزوں کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (عالمگیری)

☆☆☆

عیدین کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں

عبدالولی عبدالقوی
داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات الحائط/سعودی عرب

الحمد لله و الصلاة و السلام على رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له و أشهد أن محمدا عبده و رسوله و بعد:

(۱) عیدین کی نماز کا حکم:

اہل علم کے راجح قول کے مطابق نماز عیدین ہر عاقل وبالغ مسلمان مرد پرواجب ہے۔

کیوں کہ ارشاد باری تعالی ہے:"فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر "اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: قتادہ عطاء اور عکرمہ رحمہم اللہ نے فرمایا: اس آیت کریمہ میں نماز پڑھنے سے مراد عیدالاضحیٰ کی نماز ہے۔(الجامع لأحکام القرآن ۱۰/۱۵۶)

رسول اللہ ﷺ نے پہلی نماز عید سن ۲ ہجری میں ادا فرمائی، پھر اس کے بعد آپ اپنی پوری حیات مبارکہ اس کی ادائیگی فرماتے رہے، آپ کے بعد آپ کے خلفاء کا بھی یہی طرز عمل رہا، اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے عورتوں کو بھی عیدگاہ لے جانے کا حکم دیا۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عورتوں کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں (عیدگاہ) لے جائیں، جوان لڑکیوں، حیض والی عورتوں اور پردہ نشین خواتین کو بھی، البتہ حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں اور خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم میں کسی کے پاس چادر نہیں ہوتی، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی بہن اس کو اپنی چادر اڑھادے۔(بخاری، العیدین ۸۹۰، ترمذی، العیدین ۵۳۹)

نیز نماز عیدین اسلام کے ظاہری شعائر میں سے ہے، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی وجہ سے ہم نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ نماز عیدین سب پرواجب ہے۔(فتاوی ابن تیمیہ ۲۳/۱۶۱)

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح بات یہ ہے کہ عید کی نماز ہر ایک پر فرض ہے، کیوں کہ نبی ﷺ صحابہ کو اس پر ابھارتے تھے، حتی کہ آپ جوان لڑکیوں، پردہ نشین خواتین اور حیض والی عورتوں کو بھی عیدگاہ لے جانے کا حکم دیتے تھے، ہاں، حیض والی عورتوں کو نماز سے الگ رہنے کا حکم دیتے تھے۔ (المختارات الجلیۃ ص۷۲)

(۲) عیدین کی نماز کا وقت:

نماز عیدین کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سورج کے ایک نیزہ بلند ہوجانے کے بعد سے لے کر زوال آفتاب تک ہے۔

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

نماز عیدین کا وقت سورج کے بلند ہونے اور وقت ممانعت کے ختم ہوجانے کے بعد سے لے کر زوال آفتاب تک ہے اور اگر طلوع ہلال کی خبر زوال آفتاب کے بعد ملے، تو امام دوسرے دن عیدگاہ نکلے اور لوگوں کو عید کی نماز پڑھائے۔ (الکافی ۱/۵۱۴)

ابوعمیر بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میرے چچاؤں نے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے انصاری ساتھیوں میں سے تھے، مجھے یہ حدیث بتلائی کہ شوال کا چاند ابر کی وجہ سے دکھائی نہ دیا، ہم نے (دوسرے دن کی) صبح کو روزہ رکھ لیا، پھر دن کے آخر میں سواروں کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو یہ گواہی دی کہ انھوں نے کل چاند دیکھا تھا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ کھول دیں اور اگلے دن نماز عید کے لئے نکلیں۔(ابن ماجہ ۱۶۵۳، مسند احمد ۵/۵۸، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۷۶)

(۳) نماز عید ادا کرنے کی جگہ:

عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا کرنا مسنون ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن عیدگاہ نکلتے تھے، عیدگاہ پہنچ کر سب سے پہلے نماز عید ادا فرماتے تھے۔(بخاری، العیدین ۸۸۹)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی طرف جایا کرتے تھے اور نیزہ آپ کے آگے ہوتا، نیزہ کو عیدگاہ میں لے جاکر آپ کے سامنے نصب کیا جاتا اور آپ اس کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرتے۔(بخاری، العیدین ۹۷۳)

رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے بلا کسی عذر نماز عیدین مسجد میں پڑھی ہو کیوں کہ نماز عیدین میدان میں ادا کرنے سے (کافروں کے دلوں میں) اسلام اور مسلمانوں کی ہیبت کا سکہ بیٹھتا اور اسلامی شعائر کا اظہار ہوتا ہے۔(الملخص الفقھی للفوزان ص۲۶۹)

اور اگر بارش یا دشمن کا خوف یا کوئی اور عذر ہو جس کی بنا پر عیدگاہ جانا مشکل ہو تو لوگ جامع مسجد میں نماز پڑھ لیں۔(المغنی ۳/۲۶۱)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نماز عیدین کی سنت یہ ہے کہ چاشت کے وقت سورج کے سفید ہوجانے کے بعد نفل نماز کے جائز ہوجانے کے وقت ہر شہر اور بستی کے لوگ اپنے گھروں کے قریب کشادہ میدان کی جانب نکلیں اور اگر عیدگاہ جانے میں کوئی مشقت ہو تو نماز عید باجماعت

جامع مسجد میں ادا کرلیں، جیسا کہ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے عید کے دن بارش ہونے کی بنا پر لوگوں کو مسجد میں نماز عید پڑھائی۔ (المحلی ۵/۸۱-۸۷)

(۴) نماز عیدین سے پہلے اذان و اقامت یا اور کوئی ندا نہیں: رسول اللہ ﷺ نماز عیدین بغیر اذان و اقامت کے ادا فرماتے تھے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عیدین ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ بلا اذان و اقامت کے پڑھی۔ (مسلم/العیدین باب صلاۃ العیدین ۸۸۷)

عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (رسول اللہ کے زمانہ میں) اذان نہیں دی جاتی تھی۔ (بخاری/العیدین ۹۶۰، مسلم، صلاۃ العیدین ۸۸۶)

یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز عید میں اذان و اقامت مشروع نہیں ہے بلکہ اذان و اقامت کہنا بدعت ہے۔ (سبل السلام ۲/۹۴)

عطاء بیان کرتے ہیں کہ مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عید الفطر کے دن نماز کے لئے اذان نہیں، نہ امام کے نکلنے کے وقت اور نہ اس کے نکلنے کے بعد اور نہ تو اقامت ہے اور نہ ندا، اور نہ کچھ اور اس دن ندا نہیں ہے اور نہ اقامت۔ (مسلم، العیدین باب صلاۃ العیدین ۸۸۶)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب عیدگاہ پہنچ جاتے تو بغیر اذان و اقامت یا الصلاۃ جامعۃ جیسے کلمات کہے بغیر نماز شروع فرما دیتے اور سنت یہی ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کہی جائے۔ (زاد المعاد ۱/۴۲۵)

(۵) نماز عیدین سے پہلے یا بعد میں کوئی سنت نہیں:

نماز عید صرف دو رکعت ہے اس سے پہلے یا بعد کوئی سنت نہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن نکلے، آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور آپ نے اس سے پہلے یا بعد کوئی اور نماز نہیں پڑھی اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری/العیدین ۸۸۴)

لیکن اگر عید کی نماز بارش یا کسی اور عذر کی بنا پر مسجد میں ہو رہی ہو تو مسجد میں داخل ہونے والے دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھیں۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا دخل أحدكم المسجد فلا يجلس حتى يصلي ركعتين" جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ (بخاری ۴۴۴، مسلم ۷۱۴)

(۶) عیدین کی نماز کا طریقہ:

(أ) عیدین کی نماز دو رکعت ہے، جس کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور دعائے ثنا کے بعد سات زائد تکبیریں کہی جائیں اور دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد پانچ زائد تکبیریں کہی جائیں۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "التكبير في الفطر سبع في الاولى و خمس في الآخرة و القراءة بعدهما كلتيهما" عید الفطر میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں اور قراءت دونوں رکعتوں کی تکبیروں کے بعد ہے۔

(ابوداؤد/الصلاۃ ۱۱۵۱، ترمذی/الجمعۃ ۵۳۶، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۳۱۵)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں رکوع کی تکبیر کے علاوہ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ (ابوداؤد/الصلاۃ باب التکبیر فی العیدین ۱۱۴۹، ابن ماجہ/اقامۃ الصلوات ۱۲۸۰، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۳۱۵)

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر ادا کی تو انھوں نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔ (مؤطا امام مالك، العيدين باب ماجاء في التكبير و القراءة في العيدين ح ۹)

تکبیرات زائدہ کا حکم:

(أ) تکبیرات زائدہ سنت ہیں واجب نہیں ہیں، ان کو جان بوجھ کر یا بھول کی وجہ سے چھوڑ دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے، چنانچہ اگر امام تکبیرات زائدہ بھول جائے اور قراءت شروع کردے تو یاد آنے پر تکبیرات کہنے کے لئے نہ لوٹے۔ (المغنی ۳/۲۷۵)

(ب) ہر تکبیر پر رفع الدین کریں:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکبیر کے ساتھ رفع الدین کرتے دیکھا۔

(مسند احمد ۴/۳۱۶، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/۱۱۳ ح ۶۴۱)

امام ابن القیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔ زاد المعاد ۱/۴۲۵

(ج) پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ سورہ فاتحہ پڑھیں:

عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نماز نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ (بخاری ۷۵۶، مسلم ۳۹۴)

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی، پس وہ نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے پوری نہیں۔ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (پھر بھی پڑھیں؟) تو ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، تو اس کو دل میں پڑھو۔

(مسلم، الصلاة باب وجوب القراءة في كل ركعة ح ۳۹۵)

(د) پھر امام اونچی آواز سے قراءت کرے اور مقتدی چپ چاپ سنیں: ایک صحابی رسول بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے تین بار دریافت فرمایا: جب امام تلاوت کر رہا ہوتا ہے تو شاید تم بھی پڑھتے ہو، صحابہ کرام نے کہا: ہاں،

ہم ایسا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "فلا تفعلوا الا أن يقرأ أحدكم بفاتحة الكتاب " ایسا نہ کرو صرف سورہ فاتحہ پڑھ لو۔ (مسند احمد ج ۵/۴۱۰، حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: تلخیص الحبیر ج ۱/۲۳۱)

نماز عیدین میں سورہ فاتحہ کے بعد قراءت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مندرجہ ذیل دو طریقے ثابت ہیں:

پہلا طریقہ: پہلی رکعت میں سورہ ق اور دوسری میں القمر پڑھی جائے:

عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کیا پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: آپ ان میں ﴿ق و القرآن المجيد﴾ اور ﴿اقتربت الساعة و انشق القمر﴾ پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم / صلاة العيدين باب ما يقرأ في صلاة العيدين ۸۹۱)

دوسرا طریقہ: پہلی رکعت میں سورۃ الاعلی اور دوسری میں سورۃ الغاشیۃ پڑھی جائے:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ میں ﴿سبح الاسم ربک الاعلى﴾ اور ﴿هل أتاك حديث الغاشية﴾ پڑھتے تھے۔ اور جب عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں اکٹھا ہوجاتے تو آپ دونوں نمازوں میں انھیں دونوں سورتوں کی تلاوت فرماتے۔ (مسلم / الجمعه باب ما يقرأ في صلاة الجمعه ۸۷۸)

(ل) پھر سلام پھیرنے کے بعد امام لوگوں کو خطبہ دے جس میں انھیں وعظ و نصیحت کرے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے اور سب سے پہلا کام یہ کرتے کہ نماز عید پڑھتے اور نماز کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے، لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، آپ انھیں وعظ و نصیحت کرتے، اچھے کاموں کا حکم دیتے۔ (بخاری/ العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر ممبر ۹۵۶)

خطبہ میں حاضر ہونے کا حکم:

صحیح قول کے مطابق خطبہ میں حاضر ہونا سنت ہے۔ عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا جب آپ نے نماز پوری کرلی تو فرمایا: ہم خطبہ دیں گے لہذا جو خطبہ کے لئے بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔ (ابوداؤد/ الصلاۃ ۱۱۵۵، ابن ماجہ ۱۲۹۰، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد/۲۱۴ ح ۱۰۲۴)

(۷) جب عید جمعہ کے دن پڑ جائے :

جب عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں جمع ہو جائیں، تو اہل اسلام عام دستور کے مطابق نماز عید ادا کریں گے، البتہ جمعہ کے بارے میں انھیں اختیار ہوگا کہ وہ چاہیں تو اس کو ادا کریں اور چاہیں تو اس میں شرکت نہ کریں۔

ایاس بن ابو رملہ شامی بیان کرتے ہیں کہ میری موجودگی میں معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں دو عیدوں (عید الفطر یا عید الاضحیٰ اور جمعہ) کو ایک دن میں جمع ہوتے دیکھا؟ انھوں نے جواب میں کہا: ''ہاں'' معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر کیا کیا؟ انھوں نے بتلایا: آپ ﷺ نے نماز عید پڑھائی اور جمعہ کے بارے میں رخصت دی اور فرمایا: جو پڑھنا چاہے پڑھ لے۔

(ابوداؤد ۱۰۷۰، الدارمی ۱/۴۵۹، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد/۱۹۹)

یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز عید کی ادائیگی کے بعد نماز جمعہ رخصت کے حکم میں ہوگی اس کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں درست ہوگا، یہ رخصت اس کے لئے ہوگی جس نے نماز عید ادا کی ہو۔ (سبل السلام للصنعانی ۲/۷۴)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو عیدیں ((عید الفطر یا عید الاضحیٰ اور جمعہ) ایک دن میں جمع ہوگئیں، آپ ﷺ نے لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: جو جمعہ میں آنا چاہے وہ آئے اور جو نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

(ابن ماجہ ۱۳۱۲، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۲۰)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو چکی ہیں، اگر کوئی چاہے تو یہ (نماز عید کا ادا کرنا) جمعہ کے ادا کرنے سے اس کی کفایت کرے گا، اور ہم تو یقیناً جمعہ ادا کرنے والے ہیں''۔

(ابوداؤد ۱۰۷۳، مستدرک حاکم ۱/۴۲۵، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد/۲۰۰ ح ۹۴۸)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید اور جمعہ کے ایک دن جمع ہونے کی صورت میں عید اور جمعہ کی دونوں نمازیں ادا کرتے تھے، لہذا امام نماز عید پڑھانے کے بعد نماز جمعہ بھی پڑھائے گا، لیکن مقتدیوں کے لئے رخصت ہوگی کہ وہ جمعہ میں شریک ہوں یا نہ ہوں، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ میں ﴿سبح اسم ربک الاعلى﴾ اور ﴿هل أتاك حديث الغاشية﴾ پڑھتے تھے۔ اور جب عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں اکٹھا ہوجاتے، تو آپ دونوں نمازوں میں انھیں دونوں سورتوں کو پڑھتے۔ (مسلم، الجمعه باب ما يقرأ في صلاة الجمعه ۸۷۸)

علامہ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ اس مسئلہ میں فرماتے ہیں: جمعہ کے امام و خطیب پر واجب ہے کہ وہ عید اور جمعہ کے ایک دن ہونے کی صورت میں مسجد میں آ کر جمعہ پڑھائے، نبی اکرم ﷺ عید کے دن بھی جمعہ کا اہتمام فرماتے، لوگوں کو نماز عید پڑھاتے پھر نماز جمعہ بھی پڑھاتے، جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی

حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔(مجموع فتاوی ومقالات متنوعہ۱۲/۳۴۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جمعہ کے دن عید پڑ جانے کی صورت میں نماز عید ادا کر لینے والوں سے نماز جمعہ کی ادائیگی ساقط ہوجاتی ہے، وہ چاہیں تو جمعہ پڑھیں اور چاہیں تو نہ پڑھیں، لیکن امام جمعہ قائم کرے گا اور نماز جمعہ میں شریک ہونے والوں کو نماز جمعہ پڑھائے گا، اور نماز جمعہ میں شریک نہ ہونے والوں پر لازم ہوگا کہ وہ چار رکعت نماز ظہر ادا کریں۔

(۸) عیدین کے مسنون و مستحب آداب:

(۱) غسل کرنا اور خوشبو استعمال کرنا: عیدین کے دن غسل کرنا، خوشبو استعمال کرنا اور مسواک کرنا مستحب ہے۔ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عیدین کے دن کے غسل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہے، اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک یہ غسل، غسل جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے مستحب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان هذا يوم عيد جعله الله للمسلمين فمن جاء الى الجمعة فليغتسل و ان كان طيب ليمس منه و عليكم بالسواك“ یقیناً اس (جمعہ کے دن) کو اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے عید بنایا ہے، پس جو شخص جمعہ کے لئے آئے، اس کو چاہئے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اس کو استعمال کرے اور تم اپنے اوپر مسواک کو لازم کرلو۔ (ابن ماجہ ۱۰۸۵، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح سنن ابن ماجہ ج۱/۱۸۱)

امام مالک رحمہ اللہ نے نافع سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

(موطا امام مالک ح۲، مسند الشافعی ج۱/۳۷ح۳۱۸، مصنف عبدالرزاق ج۳/۳۰۹)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غسل عیدین کے مستحب ہونے پر سب سے اچھی دلیل سنن بیہقی (ج۳/۲۷۸) کی روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جمعہ، عرفہ، عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن غسل کرنا چاہئے۔ (ارواء الغلیل ج۱/۱۷۶، اس حدیث کی سند صحیح ہے)

سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے کہا: عیدالفطر مین تین چیزیں سنت ہیں (۱) عیدگاہ پیدل چل کر جانا (۲) جانے سے پہلے کچھ کھانا (۳) غسل کرنا۔ (ارواء الغلیل ج۳/۱۰۴)

(۲) اچھے کپڑے زیب تن کرنا: عید کے لئے عمدہ لباس پہن کر جانا مستحب ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ عیدین کے موقع پر خوبصورت ترین لباس زیب تن فرماتے تھے“۔ (زاد المعاد ۱/۴۲۵)

اس کی تائید عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے انھوں نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ عید کے دن سرخ دھاریوں والی چادر زیب تن فرماتے تھے“۔ (المعجم الاوسط ۷/۳۱۶، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۳/۲۷۴)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک موٹے ریشمی جبہ کو لے کر جو بازار میں فروخت ہورہا تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اسے خرید لیجئے اور عید اور وفود سے ملاقات کے وقت زینت کے لئے پہنا کیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کچھ حصہ نہیں۔ (بخاری ۹۴۸، مسلم ۲۰۶۸)

علامہ سندھی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تجویز سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عید کے دن زیب و زینت کا اہتمام کرنا ان کے یہاں ایک معروف دستور تھا اور آپ کے اس پر اعتراض نہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ طریقہ (اسلام میں) باقی ہے۔ (حاشیۃ السندی علی النسائی ۳/۱۸۱)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عید میں عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرنا اور اچھے قسم کی خوشبو استعمال کرنا مستحب ہے۔ (سبل السلام ۲/۱۰۱)

(۳) عید الفطر میں کھاکر اور عید الاضحی میں بغیر کھائے نکلا جائے:

سنت یہ ہے کہ عیدالفطر میں طاق کھجوریں کھا کر عیدگاہ کے لئے نکلا جائے اور عید الاضحیٰ میں بغیر کچھ کھائے نکلا جائے اور عیدگاہ سے لوٹ کر اپنی قربانی سے کچھ کھایا جائے۔

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن طاق کھجوریں کھائے بغیر نہ نکلتے تھے۔

(بخاری ۹۵۳، ابن ماجہ ۱۷۵۴، ابن خزیمہ ۱۴۲۹)

بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن کچھ کھائے بغیر نہ نکلتے تھے اور عیدالاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے تھے اور مسند احمد میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ آپ اپنی قربانی کا گوشت کھاتے تھے۔

(ترمذی ۵۴۲، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۳۰۲)

(٤) عیدین کے لئے پیدل چل کر جانا:

عیدین کے لئے پیدل چل کر جانا مسنون ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کے لئے پیدل چل کر جاتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔

(ابن ماجہ ۱۲۹۴، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۱۷)

ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کے لئے پیدل چل کر جاتے تھے۔

(ابن ماجہ ۱۲۹۷، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۱۸ ح ۱۰۷۳)

علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عید کے لئے پیدل چل کر جانا افضل ہے اس میں خاکساری بھی ہے اور سوار ہونے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(الاوسط ۴/۲۶۴)

(۵) تکبیرات پکارتے ہوئے عیدگاہ جانا:

مردوں کو عیدگاہ تکبیرات پکارتے ہوئے جانا چاہیے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ''يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ'' (البقرۃ ۱۸۵)

اللہ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالی کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن تکبیریں کہتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جاتے تھے، پھر تکبیریں کہتے رہتے یہاں تک کہ نماز ادا کرلیتے، جب نماز ادا کرلیتے تو تکبیریں کہنا بند کردیتے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۱/ ۴۸۷، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱/ ۳۲۹ ح ۱۷۱)

نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن صبح سورج نکلتے ہی عیدگاہ تشریف لے جاتے اور عیدگاہ تک تکبیریں کہتے جاتے، پھر عیدگاہ میں بھی تکبیریں کہتے رہتے یہاں تک کہ جب امام بیٹھ جاتا تو تکبیریں کہنی بند کردیتے۔ (مسند الشافعی ۱/ ۳۷ ح ۳۱۷)

عورتیں بھی تکبیر پکاریں لیکن اپنی آواز کو پست رکھیں کہ مرد نہ سنیں۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم عید کے دن اپنے گھروں سے نکلیں حتی کہ کنواری لڑکیوں کو بھی پردہ سے باہر نکالیں اور حائضہ عورتوں کو بھی نکالیں، پس وہ مردوں کی پیچھے رہیں اور ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہیں اور ان کی دعاؤں کے ساتھ دعا کریں، اس دن کی برکت اور پاکیزگی کے حصول کی توقع سے۔ (بخاری ۹۷۱، مسلم، العیدین (۱۱) ۸۹۰)

(۱) عید الفطر میں تکبیرات کی ابتدا و انتہا:

عیدالفطر میں تکبیرات کہنے کا وقت شوال کا چاند دکھائی دینے کے بعد سے امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عیدالفطر میں تکبیرات کا آغاز چاند دیکھنے سے اور اختتام عید سے فارغ ہونے پر ہے اور عید سے فارغ ہونے سے۔ صحیح قول کے مطابق۔ مراد یہ ہے کہ امام خطبہ سے فارغ ہوجائے۔ (فتاوی ابن تیمیہ ۲۴/ ۲۲۱)

(۲) عید الاضحی میں تکبیرات کی ابتدا و انتہا:

ذی الحجہ کا چاند دکھائی دینے کے بعد سے ایام تشریق (یعنی تیرہویں ذالحجہ کے اختتام تک) رات اور دن کے کسی لمحہ میں گھر، مسجد، بازار، راستہ وغیرہ میں تکبیرات کہی جائیں۔

ارشاد باری تعالی ہے: ''وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِىْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ'' (الحج: ۲۸)

لوگوں میں حج کا اعلان کردو، لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی، دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے، اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں، ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں، پس تم خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے: ''وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ'' (البقرۃ: ۲۰۳) اور اللہ تعالی کو ان گنتی کے دنوں (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) میں یاد کرو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ایام معلومات'' سے مراد ذی الحجہ کے دس دن اور ''ایام معدودات'' سے مراد ایام تشریق (یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) ہیں۔ (بخاری، العیدین باب فضل العمل فی ایام التشریق)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ما من أيام أعظم عند الله و لا أحب اليه من العمل فيهن من هذه الايام العشر فأكثروا فيهن من التهليل و التكبير و التحميد''

ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں کئے گئے عمل سے زیادہ کوئی عمل اللہ کے نزدیک محبوب نہیں اور اللہ کے نزدیک اس سے باعظمت کوئی دن نہیں، لہذا تم ان دنوں میں کثرت سے اللہ تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اور تحمید (الحمد للہ کہنا) کرو۔ (مسند احمد ۲/ ۱۳۱، شعب الایمان ۳/ ۳۵۴)

امام بخاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما ان دنوں میں بازار نکلتے تو تکبیر کہتے جاتے اور لوگ ان کے ساتھ ساتھ تکبیر کہتے اور محمد بن علی نوافل کے بعد بھی تکبیر کہتے۔

نیز امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: منی میں عمر رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ میں تکبیر کہتے، تو مسجد والے ان کی تکبیر کو سن کر تکبیر کہتے (اور مسجد والوں کی تکبیر سن کر) بازار والے تکبیر کہتے، یہاں تک کہ منی تکبیر کی آواز سے گونج اٹھتا تھا۔

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان سب دنون میں نمازوں کے بعد اپنے بستر پر، اپنے خیمہ میں، اپنی مجلس اور راستے میں تکبیر کہا کرتے تھے۔ (بخاری، العیدین باب فضل العمل فی أیام التشریق)

تکبیر کے الفاظ:

(أ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیرات ان الفاظ میں کہتے تھے: ''الله اكبر، الله اكبر، لا اله الا الله، و الله اكبر، الله اكبر و لله الحمد''

(مصنف ابن ابی شیبۃ ۲/ ۱۶۸، علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی سند صحیح ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/ ۱۲۵)

(ب) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس طرح کہتے تھے: ''الله اكبر، الله اكبر، الله اكبر و لله الحمد، الله اكبر و أجل، الله اكبر على ما

ھـدانـا“ (سنن الکبری للبیہقی ۳/ ۳۱۵، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/ ۱۲۵)

(ج) حافظ بن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الفاظ تکبیر کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح روایت وہ ہے جس کو امام عبدالرزاق نے سلمان رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا: ”الـلـه اکبـر، الـلـه اکبر، الله اکبر کبیرا“ (فتح الباری ۲/ ۵۳۶)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تکبیرات کے متعدد طریقوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ تکبیرات کی بابت معاملہ کشادہ ہے، مخصوص الفاظ کی پابندی نہیں اور آیت کریمہ کا اطلاق بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ (سبل السلام ۲/ ۱۰۰)

لیکن کسی صحابی سے ثابت شدہ الفاظ میں تکبیرات کہنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۶) عیدگاہ ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا: سنت یہ ہے کہ عیدگاہ ایک راستہ سے جایا جائے اور دوسرے راستہ سے واپس آیا جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن جاتے وقت ایک راستہ اور آتے وقت دوسرے راستہ سے واپس آتے۔ (بخاری ۹۸۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بعض حکمتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آپ ﷺ عیدگاہ ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس اس لئے آتے تھے تاکہ: (۱) اسلامی شعائر کا اظہار ہو (۲) آپ کے لئے دونوں راستے گواہی دیں (۳) ذکر الٰہی کے اظہار کے لئے (۴) منافقین اور یہود کو غصہ دلانے کے لئے (۵) دونوں راستہ کے لوگوں کو سلام کرنے کے لئے (۶) یا ان کو دینی امور سکھلانے کے لئے (۷) یا صدقہ کرنے کے لئے (۸) یا صلہ رحمی کی غرض سے۔ (فتح الباری ۲/ ۵۴۸)

اور سب سے بڑی حکمت جو ایک مسلمان کے نزدیک قابل اعتماد ہے وہ یہ کہ ایسا کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی پیروی ہے جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے“۔ (الشرح الممتع ۵/ ۱۷۱)

☆☆☆

اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں

عظیم الشان عمارت اور آڈیٹوریم

کا تعمیراتی منصوبہ روبعمل

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اہل خیر حضرات کے تعاون سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کے جملہ شعبہ جات حرکت ونشاط کی جیتی جاگتی تصویر ہیں اور سماج ومعاشرہ کی اصلاح کے سلسلے میں اپنی موجودگی کا ہر سطح پر تسلسل سے احساس کرا رہے ہیں جس کا ہر خاص وعام کو احساس بھی ہے اور اعتراف بھی۔

جمعیت کے کاموں کو مزید تیز گام کرنے کے لیے اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی میں عالیشان بلڈنگ اور آڈیٹوریم جس کا سنگ بنیاد تقریباً ۶ رسال پہلے امام حرم مکی فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ کے دست مبارک سے رکھا گیا تھا اس کی تعمیر کا کام دوسری منزل تک پہنچ گیا ہے۔ لہٰذا اہل خیر حضرات سے مؤدبانہ ومخلصانہ اپیل ہے کہ ہمیشہ کی طرح مرکزی جمعیت کے اس عظیم تعمیراتی مد میں اپنا خصوصی بیش قیمت مالی تعاون فرمائیں۔ اور اہل خیر حضرات کی توجہ اس جانب مبذول کرانے میں بھی سرگرم رول ادا کرکے مشکور وماجور ہوں۔ ”وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَاللّٰهِ هُوَخَيْرًاوَّاَعْظَمَ اَجْرًا“

اہل حدیث منزل میں بھی تعمیرات وترمیمات کا کام ہورہا ہے۔ مسجد ومصلیٰ اور اس کے جنوبی اور مشرقی خطے میں دومنزل کی تعمیر لگ بھگ مکمل ہے۔ ع

امتحاں ہے تیرے ایثار کا قربانی کا

اپیل کنندگان: ذمہ داران وارا کین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

A/c 629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk, Delhi-6
(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

نمونہ فارم مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

۱-پاسپورٹ سائز کے تازہ فوٹو چار عدد۔ایک چپکائیں ۳ ساتھ میں روانہ کریں۔
۲-چپکائے گئے فوٹو پرادارے کی مہر ضرور لگوائیں۔

دفتر
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
۴۱۱۶،اہل حدیث منزل،اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ـ ۶
فون:۲۳۲۷۳۴۰۷ فیکس:۲۳۲۴۶۶۱۳

مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی

فارم درخواست مقابلۂ تجوید وحفظ وتفسیر قرآن کریم

سال:۱۴۳۹ھ-۲۰۱۸ء

(فارم صاف ستھرے لفظوں میں پُر کریں)

نام:..................ولدیت:..................لقب:..................پیشہ:..................

مقام عمل:..................تاریخ پیدائش: (تاریخ، مہینہ اور سال کی وضاحت کے ساتھ) ہندسوں میں:..................لفظوں میں:..................

منسلکہ تعلیمی اسناد:..................مراسلت کا مکمل پتہ اردو میں (مع پن کوڈ):..................

فون:..................مراسلت کا مکمل پتہ انگریزی میں (مع پن کوڈ):..................فون:..................

مقابلہ کے لیے بھیجنے والی تنظیم/ادارہ کا نام وپتہ:..................

(تصدیق نامہ، تنظیم/ادارہ کے مطبوعہ لیٹر ہیڈ پر سربراہ ادارہ کے دستخط ومہر کے ساتھ منسلک کریں)..................

کیا اس سے قبل کسی ملکی یا غیر ملکی قرآنی مقابلہ میں شرکت کی ہے؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل:..................

گزشتہ مسابقہ کے جس زمرے میں شریک ہوئے تھے اس کی وضاحت:..................

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مقابلۂ قرأت کے کس زمرے میں شرکت چاہتے ہیں؟:..................

۱:-مکمل حفظ قرآن	۲:-بیس پارے	۳:-دس پارے
۴:-پانچ پارے	۵:-ناظرہ قرآن کامل	۶:-ترجمہ وتفسیر کا تحریری امتحان

اگر بیس یا دس یا پانچ پاروں کے حفظ میں حصہ لینا ہے تو ان پاروں کی وضاحت:..................

آپ کس اصول قرأت کے مطابق تلاوت کریں گے؟ حفص/ورش/قالون/الدوری (منتخب کردہ روایت کی نشان دہی کریں)۔..................

کیا آپ کا پاسپورٹ تیار ہے؟ اگر ہاں تو اس کی فوٹو کاپی لازما منسلک کیجئے اور پاسپورٹ نمبر لکھئے:..................

اقرارنامہ:

مندرجہ بالا معلومات میرے علم ویقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقابلۂ قرأت کے قواعد وضوابط کی پابندی کروں گا اور اس کے ہر فیصلہ کو قطعی اور آخری تسلیم کروں گا۔

امیدوار کا نام..................دستخط:..................تاریخ:..................

تصدیق نامہ (نامزد کرنے والے تعلیمی ادارے یا مسلم تنظیم کے کسی ذمہ دار کا)

میں مذکورہ بالا طالب علم امیدوار کی تصدیق کرتا ہوں:

نام:..................منصب:..................تصدیق کنندہ کے دستخط:..................تاریخ:..................

ادارہ/تنظیم:..................مہر:..................

برائے دفتری امور

۱-یہ درخواست مؤرخہ..................کو موصول ہوئی۔

وصول کنندہ کے دستخط:..................

۲-برائے زمرہ:..................۳-درخواست منظور/نامنظور:..................

۴-نامنظوری کی وجہ:..................

دستخط سکریٹری مقابلہ کمیٹی:..................

ساری انسانیت کی ہدایت ورہنمائی اور اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن مجید سے رشتہ مضبوط کرنے کے لیے

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام اپنی نوعیت کا منفرد

اٹھارہواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

بمقام: D-254، اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، نیو دہلی، ۲۵

رجسٹریشن کی آخری تاریخ: 25/جولائی 2018ء

اغراض ومقاصد

☆مسلمانوں کوزندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پرعمل پیراہونے کی ترغیب دینا☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجویدوحفظ،اس کے معانی وتفسیر پرفکروتدبر میں دلچسپی پیدا کرنا☆

☆مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت وحفظ کا شوق پیدا کرنا ☆امت کوکتاب الٰہی سے وابستہ کرکے دنیاوآخرت میں فوزوفلاح سے ہمکنار کرنا☆

☆حفاظ وقراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پرمزید توجہ کی راہ ہموار کرنا☆

خصوصیات

● ہزاروں روپے کے نقدانعامات ● حوصلہ افزائی کے لیے بھی متعدد ومختلف النوع انعامات ● ممتاز حفاظ وقراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان ●

● ملک بھرمیں ۲۵ سال سے کم عمر کے حفاظ وقراء وطلباء کے لیے نادرونایاب موقعہ

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجویدوقرأت	دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجویدوقرأت
سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجویدوقرأت	چہارم: حفظِ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجویدوقرأت
پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجویدوقرأت	ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

ترجمہ وتفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۲۸/جولائی ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اوراس کا پرچہ سوالات مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱۷ھ ترجمہ مولانا جوناگڑھیؒ کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔ ☆امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہواوراحکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ایک قاری کوصرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔

اہم وضاحت: اگرکسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

شرائط شرکت مسابقہ

❶ مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر ہی دی جائے گی۔(ناگزیر حالات میں مقررہ فارم کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے) ❷ شرکت کے متمنی قاری کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو ❸ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ور قراء میں نہ ہوتا ہو۔ ❹ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلۂ حفظ وقرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ❺ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے نیچے کے زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ❻ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے چار روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کردی جائے گی ❼ حفظ قرآن اور تجوید واحکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ❽ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے ❾ اصولِ تجوید وقرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کردیا جائے گا۔

☆ زمرۂ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں حفظ کررہے طلبہ کو شرکت کی اجازت نہ ہوگی۔

ان شاء اللہ نقدانعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے
نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

عام وضروری شرائط

(۱) مقابلے کی شرائط اور درخواست فارم بذات خود ڈاک ٹکٹ بھیج کر دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔ نیز صوبائی جمعیات کے دفاتر سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۲) اس مقابلے میں شرکت کے امیدوار اپنے جملہ اخراجات سفر کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

(۳) امیدواروں کے دوروزہ قیام وطعام کا بندوبست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی اطلاع چار روز قبل مرکزی جمعیت کو مل چکی ہو۔

(۴) قیام گاہ جانے سے قبل اپنی آمد کا اندراج لازماً مکمل کرائیں۔ موسم کے مطابق بستر ساتھ لائیں۔ جمعیت اس سلسلے میں تعاون سے معذور رہے گی۔

(۵) نابینا امیدوار کے ہمراہ آنے والے ایک صاحب کی ضیافت کی ذمہ داری بھی مرکزی جمعیت قبول کرے گی۔

(۶) غیر امیدوار افراد یا ساتھ آنے والے افراد ۶۰ روپے یومیہ کا کھانے کا کوپن حاصل کر کے ناشتہ، ظہرانہ اور عشائیہ کی سہولت حاصل کرسکتے ہیں۔

(۷) قواعد وضوابط اور فارم میں مذکورہ شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار ہی شرکت کے مجاز ہوں گے۔

ملاحظہ: اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے ناظم مقابلہ کمیٹی سے ہرروز (علاوہ اتوار) شام ۴/بجے سے ۶/بجے تک بذریعہ فون یا شخصی طور پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

درخواست فارم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org پر دستیاب ہے شرکت کے خواہشمند طلبا اسے فری ڈاؤن لوڈ کرسکتے ہیں۔

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں

مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶

فون:011-23273407 فیکس: 011-23246613 ای میل:jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

ڈاکٹر محمد آدم
اسسٹنٹ پروفیسر (عارضی) شعبۂ اردو
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

(دوسری قسط)

شہر میں اِک چَراغ تھا، نہ رہا

(مولانا ڈاکٹر محمد طاہر ندوی سلفی مدنی)

کوئی بھی کام کرتے تو مشورہ ضرور کرتے۔ کسی کام میں رکاوٹ بننے والے یا دلچسپی نہ لینے والے افراد کو بھی راغب کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہتے کہ پتہ نہیں کب کس کا دل اللہ پھیر دے۔

انہیں بیٹیوں سے بڑی محبت تھی، جیسے ہی کسی کے یہاں بیٹی کی پیدائش کی خبر سنتے تو کہتے ''تمہیں جنت کا ٹکٹ مبارک ہو''، افسوس کہ بیٹیوں کو بوجھ نہیں بلکہ رحمت سمجھنے والا، بیٹوں سے زیادہ بیٹیوں سے محبت کرنے والا، بیٹیوں کو جنت کا ٹکٹ کہنے والا، ان کے حقوق کا خیال رکھنے والا نہ رہا۔ ہر وقت بچوں کی تعلیم وتربیت پر زور دینے والا، تربیت بھی ایسی کہ میری چھوٹی بہن مریم جب محض پانچ سال کی تھی اور یاسر عرفات رحمہ اللہ کی ان کی اہلیہ کے ساتھ برہنہ سر تصویر دیکھی تو والد سے پوچھنے لگی ابو! مجاہد کی بیوی تو بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی ہوتی ہیں نا؟ ان کے سر پر دوپٹہ نہیں! پھر یہ مجاہد کی بیوی کیسے ہوسکتی ہیں؟۔

ایک اور واقعہ سن لیں! اپنی چھوٹی بہن سعدیہ عالیہ سے ایک دن میں نے کہا کہ وہ میرے ساتھ بازار چلے تاکہ اس کی ضرورت کی کچھ اشیا اسے دلوادوں کہنے لگی بھائی میں ذرا اپنا عبایہ لے لوں میں نے کہا تمہارا لباس پوری طرح ساتر ہے اور پھر شام بھی ہوچکی ہے چلو ایسے ہی چلو میرے اصرار پر کہنے لگی، بھائی! میں اگر اس حالت میں بازار جاؤنگی تو کتنے لوگ میرے چہرے کی جانب بہن کی نگاہ سے دیکھیں گے؟ میں نے کہا ایک بھی نہیں تو کہنے لگی کیا یہ بدبخت اس لائق ہیں کہ میں انہیں اپنی شکل دکھاؤں جبکہ اللہ نے غیر محرموں سے پردے کا حکم دیا ہے۔ یہ والد صاحب ہی کی تربیت کا ثمرہ تھا جو ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر اپنے بچوں اور غیروں کو ٹوکتے اور عمدہ سے عمدہ تربیت دیتے۔

صبح دعا پڑھا کر جگاتے اور کہتے، میں یہ دعا تب سے تمہیں پڑھاتا ہوں جب تم **والیہ النشور** پڑھا کرتے تھے۔ اکثر دہلی مجھے فون کرتے اور کہتے بیٹے اٹھو، فجر کا وقت ہوگیا، دو رکعت تہجد کا اہتمام کیا کرو۔ شاہ فہد کے والد انہیں امریکہ میں فجر کے لیے جگایا کرتے تھے اور میں تمہیں وطن عزیز کی راجدھانی دہلی فون کرکے جگاتا ہوں اٹھو۔ اتنی دعائیں دینے والا، مسنون دعائیں یاد رکھنے والا، اپنے اساتذہ، ان کے بچوں اور شاگردوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے والا نہ دیکھا، نہ سنا۔

بچوں کے نام رکھنے والا، ان کے روشن مستقبل اور خوبصورت احساس کو حاصل کرنے اور دوسروں پر نچھاور کرنے کے واسطے سب سے بہترین نام چنتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر بچہ اسم بامسمیٰ ہو۔ والد محترم کو ناموں کے انتخاب میں اور قرآنی آیات کو کسی ماحول، افراد اور جماعت کے لیے عنوان بنانے اور چسپاں کرنے میں کمال کا ملکہ حاصل تھا۔ ناموں کی قافیہ پیمائی بھی انہیں خوب آتی تھی، اپنے بچوں کے ناموں کو مقفّی کرکے اسے ایسا مزین کرتے کہ ہم عش عش کر اٹھتے اور سوچا کرتے کہ آخر ہم ایسا جوڑ کیوں نہیں بٹھا پاتے، گھر کے بچوں تک کو ناموں کے وہ متعلقات ازبر ہوتے۔ میری بھانجی یمینہ اور میری بیٹی قانتہ اکثر یہ دہراتیں ''میں یمینہ جنت کی سفینہ ہوں اور تائبہ جنت کی شائبہ ہے اور قانتہ رب کی بات مانتا ہے''۔ فائز جو مری بڑی بہن کا لڑکا تھا اکثر اسے یہ لوری سناتے فائز فائز المرام جنت المقام صبح ہو یا شام تحیۃ وسلام۔

اپنے بچوں میں والد محترم اس بچے سے زیادہ قریب ہوجاتے جو کوئی دینی کام بہتر ڈھنگ سے کرتا، جو دین سے قریب وہ ان سے قریب جو دین سے دور وہ ان سے دور یعنی ''الحب للہ والبغض للہ'' کی بھی بہترین تصویر تھے۔ میرے بھانجے حافظ فاتح جسے والد محترم اپنے لیے اور میری والدہ کے لیے صدقۂ جاریہ خیال کرتے تھے سے اکثر کہتے فاتح آپ کو فاتح عالم بننا ہے اور یہ مصرع پڑھا کرتے

ع یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم

اسی طرح میرے بھتیجے قمر نے جب داڑھی بڑھالی اور نماز کا پابند ہوگیا تو والد محترم اس سے مختلف اوقات میں اپنے دل کی باتیں اس طرح کرتے جیسے کوئی راز ونیاز کی باتیں کررہے ہوں۔ اپنے بچوں سے ہمیشہ کہا کرتے بے غرض ملو، خوش رہوگے، حساب کتاب ہر جگہ دو، اور اسے برابر رکھو، قیامت سے پہلے قبر میں حساب دینا ہے اور ہر شخص اپنی قبر میں تنہا ہوگا اکثر ایک جملہ ان کی زبان پر ہوتا: ''حساب جو جو بخشش سو سو''۔ لوگوں کی مدد کے لیے جاؤ لیکن بقیہ اوقات میں لوگوں کو اپنے یہاں بلاؤ۔ بچپن سے ہی اسلامی دائرے میں عمدہ لباس کی تلقین کرتے یعنی بیٹے کو ٹخنوں سے اوپر اور بیٹیوں کو ٹخنوں کے نیچے لباس پہننے کی نصیحت فرماتے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے گھر کے بچے کو سردی کے دنوں میں بھی اگر کوئی پاجامہ ٹخنوں سے نیچے پہنا دیتا تو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں وہ بچہ خود اسے فولڈ کرنے کو کہتا، یہ والد محترم کی تربیت کا اثر تھا۔

والد صاحب کو بچوں سے بڑا لگاؤ تھا۔ گھر کے تمام بچے ان کے اردگرد منڈلاتے رہتے۔ کھیلتے کودتے اور ان سے ہومیوپیتھی کی گولیوں کے طالب ہوتے۔ والد صاحب بھی انہیں الگ الگ اوقات میں مختلف رنگ وڈھنگ سے پیار کرتے، کبھی گود میں اٹھاتے، کہانیاں سناتے، دعائیں یاد کرواتے اور دعائیں دیتے۔ میری بیٹی قانتہ چونکہ دبلی پتلی اور ہلکی پھلکی ہے اس لیے اسے خاص کر گود میں اٹھا لیتے۔ قانتہ اکثر ابو سے ہومیوپیتھی کی گولیاں مانگا کرتی اور خوب مزے سے کھاتی۔ کبھی کہتی ابوابو آرنیکا دیجیے نہ چوٹ لگ گئی ہے! چاہے چوٹ لگی ہو یا نہ لگی

ہومنع کرنے پر کہتی نہیں نہیں مجھے چوٹ لگی ہے! سچ میں!۔ ابو جان کو اس سے بڑا انس تھا۔ فرماتے مول سے زیادہ دادا کو سود پیارا ہوتا ہے۔ میری بیوی روش نگار فاطمہ کو فاطمہ کے علاوہ کسی اور نام سے پکارنے کو پسند نہ فرماتے۔ جس دن والد محترم کو لحد میں اتارا اُسی دوران میری بیٹی حفصہ مہد میں وارد ہوئی۔ ہم تمام اہل خانہ اس انتظار میں تھے کہ بیٹا آئے لیکن والد محترم کا کہنا تھا کہ اگر بیٹی ہو تو اس کا نام رائحۃ الفردوس رکھا جاسکتا ہے لیکن ڈاکٹر لقمان صاحب نے مفرد نام پر زور دیا۔ انہوں نے بھی چند نام بتائے لیکن ان ناموں پر اتفاق نہ ہوسکا۔ والد صاحب کی دیرینہ خواہش تھی کہ ان کی ہمشیرہ حفصہ کے نام پر کسی بچے کا نام ہو۔ چنانچہ میرے چھوٹے بھائی محمد غازی کے مشورے پر اس کا نام حفصہ رکھا گیا۔ اس بچی کا انتظار والد ماجد بڑی بے صبری سے کر رہے تھے۔ بار بار میری زوجہ کو کھانے پینے اور ادویات کے وقت پر لینے کی تلقین کرتے رہتے۔ جوں جوں وقت نزدیک آرہا تھا انہیں مناسب ڈاکٹر اور دائی کی بڑی فکر رہتی تھی۔ ایک باپ کی طرح خیریت دریافت کرتے اور مجھے کہا کرتے جلد آجاؤ۔ میں چونکہ دہلی سے دربھنگہ آنے ہی والا تھا تو بار بار دن گنتے کہ آدم کو بس اتنے دن رہ گئے ہیں۔ آخری صبح انہوں نے فون کیا! اور میرے آنے سے متعلق دریافت کیا! مجھے کیا معلوم تھا کہ میری ان سے یہ آخری گفتگو اور خموشی چھا جانے سے پہلے کی جھلک ہے۔

ع ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

ابو جان فجر کے بعد حریرہ پیتے اور چند کھجوریں یا کوئی میٹھی چیز کھاتے۔ ان کا دستور تھا کہ دن کا کھانا ظہر کے فوراً بعد اور رات کا عشا کے بعد ہماری والدہ اور گھر کے بچوں کو دسترخوان پر ساتھ بٹھا کر کھلاتے اور کھاتے۔ اگر کوئی مہمان آجائے تو پھر مہمان کے ساتھ ہی کھانا کھاتے اور مہمانوں سے سوالات پوچھنے کو کہتے۔ افراد کے اعتبار سے دسترخوان چھوٹا بڑا ہوتا رہتا اور جگہ بدلتی رہتی۔ والد ماجد مجلس میں نمازیوں کی طرح اور دوران طعام دایاں پیر اٹھا کر اور دوسرا پیر گرا کر بیٹھتے۔ کھانے کے دوران پالتی مار کر بیٹھنے کو سخت ناپسند کرتے۔ ایک دفعہ ان کے ایک شاگرد مولانا علاء الدین نے ان سے بحث کی تو والد محترم نے انہیں چند عربی کتابوں جیسے عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور کچھ دوسری کتابوں کا حوالہ دیا اور کہا جاؤ دیکھ کر آؤ۔ شاگرد کتب بینی کرکے واپس لوٹا اور بتانے لگا کہ شیخ واقعی علماء نے پالتی مار کر بیٹھنے کو متکبرین کی علامت قرار دیا ہے۔ دعوت میں جاتے تو ہڈی والا گوشت کھاتے اور جس سے قربت ہوتی اسے بھی نکال کر دیتے اور ہڈی والا گوشت کھانے کو کہتے۔ خود مسجد میں نئے لوگوں کی تلاش میں رہتے کہ کوئی اجنبی ملے اور وہ اسے گھر لے جاکر کھانا کھلائیں۔

ہمارے گھر کے قریب دو مدرسے ہیں، ایک مدرسہ امدادیہ اور دوسرا احمدیہ سلفیہ۔ دونوں مدارس میں چھوٹے اور بڑے ہر عمر کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ انہیں درجۂ حفظ کے بچوں اور ان کے ناشتے کی صبح وشام فکر دامن گیر رہتی۔ ان کو پکڑلاتے یا دروازے پر بیٹھ کر ان کے گذرنے کا انتظار کرتے اور ان کے آجانے پر اپنے گرد اکٹھا کرکے انہیں ناشتہ کرواتے اور خود بھی ان کے ساتھ کھاتے، ان ننھے فرشتوں سے خوب باتیں کرتے، ان کے گھر کا پتا پوچھ پوچھ کر ان سے طرح طرح کے رشتے جوڑتے، کبھی نہیں لگا کہ وہ بچے ان کے اپنے نہ ہوں۔ ابھی چند دن نہیں گذرے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شعبۂ اردو میں مجھے گیسٹ فیکلٹی کے بعد اسسٹنٹ پروفیسر (عارضی) کی حیثیت سے جگہ ملی تو کہنے لگے کہ بیٹے اپنی پہلی کمائی سے قرآن کے چند نسخے لیتے آنا، حفظ کے بچوں کو ضرورت رہتی ہے۔ اپنے بیگانوں سے خلوص ومحبت سے پیش آنے والا اور بچوں سے شفقت وہمدردی کرنے والا رخصت ہوا۔ اور اب۔۔

ع کوئی ویسا نظر نہیں آتا

کیا طلبا، کیا اساتذہ اور کیا علماء سب ان کے قدردان، وہ سب کے قدردان، ان کے ایک شاگرد مفتی دارالعلوم احمدیہ سلفیہ مولانا عرفان سلفی اور مولانا اشرف صاحب صدر مدرس حفظہما اللہ کو ایک دن نماز کے بعد اپنے ساتھ لے آئے اور کہنے لگے مجھے انار ،آٹھ دانہ انار بہت مرغوب ہے۔ میرا بیٹا آدم کلکتہ سے لایا ہے اور قرآن میں اللہ فرماتا ہے، لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (92) (سورۃ آل عمران 3) ترجمہ: تم لوگ بھلائی ہرگز نہیں پاؤ گے، جب تک (اللہ کی راہ میں) وہ مال نہ خرچ کروگے جسے تم محبوب رکھتے ہو، اور تم جو خرچ کروگے، اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ یہ آیت پڑھ کر کہنے لگے رکیے میں آپ کو انار کھلاتا ہوں اور چھیل کر اور دانے چھڑا چھڑا کر کھلانے لگے۔ دوسروں کے لیے وہی پسند کرتے جو اپنے لیے پسند کرتے، اللہ ان کے درجات بلند کرے آمین۔

گفتگو کا ایسا ملکہ کہ جہاں جاتے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے، زندگی کے ہر میدان میں ہر جگہ جہاں بھی وہ جاتے وہاں کے کمزوروں سے خاص تعلق قائم کرلیتے، ان سے عمدہ اور پیاری گفتگو کرتے، جس طرح کے تعاون کی ضرورت ہوتی کرتے۔ انہیں کبھی اعلیٰ ادنیٰ میں فرق کرتے نہیں دیکھا بلکہ جنہیں لوگ ادنی سمجھتے ہیں ان کا زیادہ خیال رکھتے، ہمیشہ ہر قسم کے مسابقے اور مقابلہ جاتی دوڑ سے ان کی زندگی مبرا ہی رہی۔ کسی بھی موضوع پر بلا جھجک، بے خوف ہوکر گفتگو کرتے، اکثر میں نے دیکھا ہے کہ ریل گاڑی میں متشدد اور متنفر سنگھیوں کو اللہ اور رسول کا پیغام سناتے، ہر وہ بات کہتے جو دوسرا کہے تو قتل عام ہوجائے لیکن ان کی گفتگو کا انداز ایسا نرالا اور حقیقت پر مبنی ہوتا کہ بڑے سے بڑا سرکش ان کے رعب میں آجاتا، اُن سے اظہار عقیدت کرتا اور ظالموں کے ظلم کو ظلم کہتا۔ ایک واقعہ مولانا عرفان صاحب مفتی دارالعلوم احمدیہ سلفیہ نے سنایا کہ ایک دفعہ ہم لوگ دہلی جارہے تھے ایک متشدد ہندو نوجوان گاڑی میں آکر بیٹھا اور ''بھج'' کے زلزلے کا ذکر کرنے لگا تو والد محترم نے برجستہ کہا کہ نوجوان! زلزلے یوں ہی نہیں آتے، جب ظلم ہوگا، انسانیت کچلی جائیگی، مسلمانوں کو بلاوجہ قتل کیا جائیگا، عورتوں کی آبرو اور بچوں کی جان سے کھلواڑ کیا جائے گا تو عذاب تو آکر رہیگا، پھر تفصیل سے 2002 کے فسادات اور اللہ کی پکڑ کا تذکرہ کرنے لگے، مولانا کا بیان ہے ہم ڈرے اور کہنے لگے کاش شیخ خاموش رہتے، جگہ دیکھ کر بات کرنی چاہیے لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ چند لمحے میں ہی اس نوجوان پر شیخ کا ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ ان کا بھگت بنا بیٹھا تھا اور ہر بات میں ہاں میں ہاں ملا رہا تھا۔

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

اللہ سے ڈرتے اس کے ماسوا کسی سے نہیں۔علاقے کے ایک نامی غنڈے نے ایک شریف گھرانے کی لڑکی کا اغوا کرلیا اور زبردستی نکاح بھی ہوگیا۔والدمحترم نے عدالت میں **لانكاح الابولي** سے استدلال کرتے ہوئے نکاح کے باطل ہونے کی گواہی دی اِس پر جب اُس غنڈے نے ایک دوسرے غنڈے کوڈرانے دھمکانے کے لیے بھیجا تو والدمحترم کا صاف اورسیدھا جواب تھا''یہ زمین اللہ کی ہے تواس پرقانون بھی اسی کا چلے گا جو بات میں نے کہی ہے وہ نبی رحمت ﷺ کی ہے تم اس معاملے میں نہ پڑو ورنہ تمہاری تباہی پکی ہے''۔

مدرسے کے بچے تو بچے ہی ہوتے ہیں ایک دفعہ ایک نامی گرامی باس کے رشتہ دار سے مدرسے کے ایک بچے کی لڑائی ہوگئی باس کو جب پتا چلا تو چیختا چلاتا ہوا آپے سے باہر مدرسے میں داخل ہوا اور بچوں کو دھمکانے لگا اسی درمیان والدمحترم آپہنچے اور اسے سخت سست کہا جب اس نے یہ کہا کہ کیا آپ مجھے نہیں جانتے ؟ تو والد صاحب نے کہا اگر کوئی شکایت ہے تو ذمہ داران سے کہو یوں ہنگامہ کروگے تو ایک اشارے میں تمہاری بوٹی بھی نہیں بچے گی۔کمال تو یہ تھا کہ ان واقعات کے بعد وہ غنڈے والد صاحب کے جیسے مرید ہوگئے۔صحیح کہا گیا ہے **من كان لله كان الله له**۔

میں نے بارہا دیکھا ہے کہ وہ عموماً غیرمسلموں کو قرآن اور سیرت رسول کی کوئی کتاب دیا کرتے اور ان سے کہا کرتے میں تمہیں ہول لائف ٹاسک (Whole Life Task) دیتا ہوں۔زندگی میں کم سے کم ایک دفعہ قرآن اور محمد صاحب کی جیونی ضرور پڑھو۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مولانا علی میاں ندویؒ نے خط بھیجا کہ طاہر مدرسہ نورالاسلام نسواں مہپت مئو، لکھنؤ میں جلسہ ہے آپ بھی آجائیں۔میں بھی اس جلسے میں اپنے والدمحترم کے ہمراہ شریک ہوا تھا۔والد صاحب تقریر فرماتے ہوئے کہنے لگے میں نے عرب وعجم کی جامعات میں تعلیم حاصل کی لیکن یہ باراتی کا لفظ نہ قرآن میں ملا نہ حدیث میں! اتنے میں علی میاں ندویؒ چھوٹے مائک سے یوں گویا ہوئے: طاہر ٹھہرو میں بتاتا ہوں باراتی کا ذکر قرآن میں ہے اور مولانا نے **سورة الأنفال** کی یہ آیت تلاوت فرمائی **وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ** (47)

ترجمہ:اورتم لوگ ان کے مانند نہ ہوجاؤ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کے سامنے ریاکاری کرتے ہوئے نکلے،اوران کا حال یہ تھا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے منع کرتے تھے،اوراللہ ان کے کارناموں سے پوری طرح واقف ہے۔یہ پوری آیت پڑھ کر حضرت مولانا فرمانے لگے طاہر! اس آیت میں باراتیوں کا ہی تو تذکرہ ہے۔!!!! اور پھر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔

ایک دفعہ والد صاحب مجھ سے ہم کلام تھے تبھی بات چل نکلی بیعت کی۔والد صاحب نے کہا کہ میں نے بھی اعتراض کے ساتھ مولانا علی میاں ندویؒ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا تھا۔میں نے فوراً کہا توبہ کریں، میرے اس انداز تخاطب سے والد صاحب ناراض ہوگئے اور کہنے لگے کیا مجھے کافر سمجھتے ہو؟ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے ہی سکھایا ہے قرآن وسنت کے سوا کسی کی نہیں ماننا! بہرحال کچھ دن بعد پھر اس موضوع پر گفتگو ہوئی تو میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے ان سے نہیں کہا کہ اسلام میں بیعت ایک وقت میں ایک ہی کے ہاتھ پر ممکن ہے؟۔تو کہنے لگے کہ میں نے علی میاں ندویؒ سے کہا تھا کہ شیخ قطب اورابدال وغیرہ قرآن واحادیث سے ثابت نہیں۔تو مولانا نے آہستہ سے میرا ہاتھ دبا کر جواباً کہا کہ طاہر حدیث وقرآن میں تو نہیں لیکن دیکھا گیا ہے!۔

وہاں بھی اپنی بات ضرور کہتے جہاں عام لوگوں کی زبانیں گنگ ہوجایا کرتی ہیں۔نرمی اس لیے برتتے کہ سختی سے کون سا کام ہوا ہے؟

اپنے اساتذہ سے ایسی محبت کہ مسجد کے باہر کھڑے رہتے کہ میرے استاد باہر نکلیں تو میں ان کو ان کی جوتی سیدھی کرکے دوں۔ان میں سے ایک جن کو میں نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے،مولانا ظہور رحمانی تھے، وہ جب بھی دربھنگہ آتے ہمارے گھر ضرور تشریف لاتے ، باہر ہی سے زورزور سے آواز لگاتے ہوئے کہتے طاہر! اے طاہر، انداز ایسا کرخت کہ ایک دفعہ تو میری بڑی بہن صادقہ کو اچھا نہ لگا تو ٹوکنا چاہا ہی تھا کہ میرے والدمحترم نے فوراً منہ پر انگلی رکھ کر بڑی محبت سے اشارہ کیا کہ وہ میرے استاذ ہیں خاموش رہو۔خیر جب بھی آتے والد صاحب ان کی خدمت میں بچھے رہتے،مولانا بھی والد ماجد سے بے پناہ محبت کرتے اور ہمارے گھر کے مسائل پر بھی توجہ فرماتے۔ میری بڑی بہن کا رشتہ انہی کی کوششوں سے عمل میں آیا جو نہ صرف ہمارے ہردل عزیز نوشے بھائی ہیں بلکہ ہمارے والدین کے حق میں بیٹے سے بڑھ کر ثابت ہوئے ، بھائی بدرعالم سلفی شیخ الحدیث اور بہترین تاجر بھی ہیں۔

ہرانسان کے کچھ رویے ایسے ہوتے ہیں جن کا حسن اس انسان کو یاد رکھنے کا ذریعہ بن جاتا اور دوسرے شخص کی پہچان کا سبب بھی بنتا ہے،مولانا رحمانی جب بھی تشریف لاتے والدمحترم ان سے کھانا کھانے کی ضد کرتے اور وہ منع فرمادیتے،لیکن والد صاحب اصرار فرماتے اور کہتے کھالیں عمادالدین کی ماں نے بہت عمدہ گوشت پکایا ہے، وہ کہتے نہیں نہیں مجھے ڈاکٹر نے گوشت کھانے سے منع کیا ہے ،والد صاحب فرماتے شیخ شوربا ہی کھالیں بہرحال وہ کھانا شروع کرتے اور خوب سیر ہوکر کھاتے ۔استاذ اور شاگرد کا یہ رشتہ تاعمر قائم رہا۔ان کے بچوں سے والد صاحب کا رویہ اوران کے بچوں کا والد صاحب سے پیار تاعمر قائم ودائم رہا،مولانا کے انتقال کے بعد اکثر والد صاحب ان کے بچوں کے یہاں پہنچ جاتے اور ان کے بچے عمرفاروق رحمانی اور خالدسیف اللہ رحمانی بھی انہیں اپنے والد جیسا پیار دیتے۔جس دن والدمحترم کا انتقال ہوا تو عمر رحمانی اپنی آرامشین سے تختے لے آئے اورانھیں بغیر قیمت دینے کی ضد کرنے لگے جب ان سے کہا گیا کہ ان کی تدفین میں مولانا کا اپنا پیسہ ہی لگایا جارہا ہے ان کے بچوں سے بھی نہیں لیا جارہا تو بڑے افسردہ ہوکر کہنے لگے میرے پاس آج جو بھی ہے مولانا کی دعاؤں کی وجہ سے ہے،میں نے دیکھا ہے کہ رحمانی کالج کے لوگ جب بھی اپنا کوئی پٹرول پمپ یا گیس ایجنسی وغیرہ شروع کرتے تو کسی سیاسی لیڈر سے نہیں بلکہ ہمیشہ اس امر کے لیے والدمحترم کو اپنے ساتھ لے جاتے۔

اپنے عہد کی عبقری شخصیات نے انہیں اپنی نیابت سونپی، اپنا ساتھی بنایا اور ذمہ داریاں سونپیں۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ سلفیؒ جو میرے والد کے محسن بھی تھے جن کے احسانات کا ذکر وہ ہمیشہ دعاؤں کے ساتھ کرتے، جب وہ کمزور ہوئے تو محلّہ چک زھرہ میں واقع عیدگاہ کی امامت والد صاحب کو سونپ دی جہاں برسوں سے شہر کے مردوزن عیدین کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ والد صاحب کی خطابت میں شیرینی آمیز جوش و ولولہ تھا۔ بہت کم لوگ ایسے ملے جن کی باتوں میں اس قدر اثر ہو۔ مولانا مختار احمد ندویؒ بھی آپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے، میں نے سنا ہے کہ بہار میں کہیں بھی کسی مسجد یا مدرسے کو تعاون دینا ہوتا تو جب تک والد محترم اس کی تصدیق نہ کرتے مولانا چندے کا ایک پیسہ نہ دیتے، ان کی امانت وصداقت بھی لوگوں میں مثالی اور لائق اعتبار تھی۔ صائب الرائے، معاملہ فہم اور اس قدر تعمیری ذہن کہ جب ڈاکٹر لقمان سلفی نے اپنے آبائی وطن چندن بارہ میں جامعہ امام ابن تیمیہ قائم کرنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے میرے والد کو کعبۃ اللہ لے گئے اور حلف اٹھانے کو کہا تو والد محترم نے پوچھا کیسا حلف ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا آپ وعدہ تو کریں اس پر والد محترم نے کہا اگر کوئی معاملہ اللہ اور اس کے رسول کے دین کا ہوا تو آخری سانس تک وگرنہ ''**ھذا فراق بینی وبینکم**'' ترجمہ: میرے اور تمہارے درمیان جدائی کی یہی گھڑی ہے۔ آخری سانس تک اس ادارے سے وابستہ رہے اور اپنی اولاد کو اس ادارے سے محبت کا درس دیتے رہے۔ ڈاکٹر لقمان سے بے پناہ محبت کرتے اور لقمان صاحب کو بھی ان سے وہی لگاؤ تھا جو ایک دوست اور بھائی کو ایمان کی بنیاد پر ہوسکتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے ایک دن مجھ سے کہا بیٹے وہ ہم سب کے رہنما، مربی اور معلم تھے میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ان کی زندگی کا ہر گوشہ اسلام کی مکمل تصویر تھا۔

ایک دفعہ مولانا عبدالحمید رحمانیؒ صاحب سے راہ چلتے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے اپنے والد سے میری صحت کے لیے دعا کو کہنا، جو اشخاص بھی قوم وملت کی بہتری کے لیے کام کرتے والد صاحب ان سے بے پناہ محبت کرتے ان کے محاسن بیان کرتے اور اگر کوئی ان جیسی شخصیات پر زبان دراز کرتا تو کہتے ان لوگوں نے جتنا کام کردیا ہے، بہتوں کو سوچنے کی صلاحیت نہیں، تم صرف تنقید کرتے ہو کام کرکے دکھاؤ! پھر بات کرنا۔ اپنے حالات کا جائزہ لے کر دیکھو کام کرنا کتنا مشکل ہے اور تنقید کس قدر آسان۔

اپنے باصلاحیت شاگردوں سے کہا کرتے، صرف اداروں میں پڑھانے سے کام نہیں چلے گا اور محض تحریر وتقریر کافی نہیں، بنیادی کام اداروں کا قیام ہے۔ امت کو اداروں کی سخت ضرورت ہے۔ خود بھی پوری زندگی مدارس ومساجد کے قیام اور ان کی بقاء کے لیے کوشاں رہے۔ مختلف مدارس ومکاتب اور بہت سی مساجد اُن کی کوششوں سے وجود میں آئیں۔

اگرچہ انہوں نے قلمی نگارشات بہت زیادہ نہیں چھوڑیں لیکن انہوں نے کئی مضامین تحریر کیے تھے جو ماہنامہ الہدیٰ میں وقتاً فوقتاً شائع ہوچکے ہیں۔ ایک مقالہ عربی میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ پر **الحروب الصلیبیہ** کے عنوان سے لکھا تھا جو کسی وجہ سے شائع نہ ہوسکا۔ ان کی آخری تحریر جو ہم تمام بھائی بہنوں کے نام تھی یقیناً پوری امت کے لیے مختصر اور جامع راہ عمل ہوسکتا ہے۔ اس وصیت سے والد صاحب کا ذہنی خاکہ بھی واضح ہوجاتا ہے۔ اس وصیت نامہ کا ایک بڑا حصہ پیش خدمت ہے، لکھتے ہیں:

مرے عزیز از جان بیٹے اور بیٹیوں!

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے تم لوگوں کی تعلیم وتربیت میں حتی المقدور اپنی پوری انرجی لگادی بفضل اللہ۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ تم لوگوں کو اللہ نے اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہیں بنایا ہے، میری دلی دعا ہے کہ آئندہ بھی تم لوگوں کو اللہ دنیا میں رزق حلال دے، عزت دے اور آخرت میں جنت دے۔ آمین! تم لوگوں میں ایک خامی ہے اور دو خوبیاں ہیں اور خامی یہ ہے کہ طبیعت جذباتی ہے اسکے نتیجہ میں کبھی کبھی غلط قدم بھی اٹھ جاتا ہے اور دو خوبیاں ہیں پہلی خوبی ''عفو در گزر'' اور دوسری خوبی ''تعاون علی البر'' ان ہی دو خوبیوں کو سامنے رکھ کر زندگی گزارو، ایک دوسرے کی آپس میں مدد کرو اور ایک دوسرے کو معاف کرتے رہو، میں نے تم لوگوں کے لئے اپنی قبر اور تم لوگوں کی قبر سے زیادہ جائداد چھوڑی ہے۔ آخرت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو ایک دوسرے کو اجاڑنے کے بجائے بسانے کی کوشش کرتے رہو...... اپنے گھر ہی سے عبرت حاصل کرو تمہارے سامنے ہی تمہاری ماں کی روح نکل گئی اور تم لوگ دیکھتے رہ گئے کچھ نہیں کرسکے اسکے بعد غسل کرا کر کفن میں لپیٹ کر قبرستان بھیج دیا جنازہ کے بعد قبر میں ڈال دیا اور چلے آئے اسی طرح میرا اور تمہارا بھی حشر ہوگا یہ سب عبرت کی چیزیں ہیں غور کرکے زندگی گزارو اور کوشش کرو کہ دنیا بگڑے تو بگڑے آخرت نہ بگڑے دنیا کا نقصان ہو تو ہو آخرت کا نقصان نہ ہو، اللہ تم لوگوں کو ہدایت دے .. آمین یارب العالمین۔ آخر میں ایک بات جان لو میری متروکہ جائداد میں سب بیٹے اور بیٹیوں کا حصہ ہے اسکو کام میں لاؤ اور **وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ** (9) سورۃ الحشر گرچہ اپنا کچھ نقصان ہو دوسرے کو ترجیح دو اللہ اس کا بدلہ دیگا۔ ان شاء اللہ''

مختلف قصبات سے یتیم ونادار بچوں کو لا کر مختلف اداروں میں ان کا داخلہ یقینی بناتے، کسی جلسے میں جاتے تو کبھی نذرانہ یا سفرخرچ قبول نہ کرتے البتہ کہتے ''حق موسوی نہیں چھوڑونگا'' یعنی کھانا ضرور کھاونگا۔ کہا کرتے مومنین گھوڑا پالا کرتے تھے میں گاڑی رکھتا ہوں اور یہ مری دعوت کے لیے وقف ہے۔

حلال کی فکر، جنت اور بچوں کی عمدہ تربیت میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اپنے بچوں کو ہر حال میں حلال کھلاتے اور حرام سے بچنے میں حد کمال تک احتیاط برتتے۔ والد صاحب کے ذریعہ مدارس ومساجد کو بہت سی امدادی رقوم، خط، سفارش، فون یا ان کے اسفار سے حاصل ہوتیں لیکن ان صدقات وخیرات کی رقوم میں سے ایک پائی بھی قطعاً نہ لیتے۔ انہوں نے مکتب کے لیے اپنی ایک زمین وقف کی تھی اور ارادہ تھا کہ آواپور والے گھر کو بھی تعلیمی درسگاہ کے لیے استعمال کریں گے لیکن محمد بدرالحسن امین صاحبؒ کے ذریعہ زمین مہیا کئے جانے کے سبب والد صاحبؒ اس ارادے پر کار بند نہ ہوسکے۔

(جاری)

مـــرکـــزی جمعیت اہل حدیث ہند کے لیے

عیــدانــہ فنــڈ

جمع کرنا ہرگز نہ بھولیں

عید کی پرمسرت گھڑیوں میں ''مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند'' کوفراموش نہ کریں۔آپ عید کے مبارک موقعہ پر جس طرح اپنے بچوں کوعیدی دے کران کی خوشیوں میں اضافہ کرتے ہیں اسی طرح مرکزی جمعیت کوعیدانہ فنڈ دینانہ بھولیں۔

تمام ریاستی، ضلعی، مقامی جمعیت اہل حدیث کے امراء ونظماء، ائمہ مساجد وخطباء اور ذمہ داران مدارس ومکاتب سے پُرخلوص اپیل ہے کہ مساجد اور عیدگاہوں میں جمعیت کے لیے ضرور اپیل کریں اور جورقم مرکزی جمعیت کے لیے حاصل ہو اس کو بذریعہ چیک یا ڈرافٹ جمعیت کوارسال کریں تاکہ آپ کا یہ عیدانہ فنڈ جمعیت وجماعت کے مفیدترین منصوبوں کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرسکے۔

چیک/ڈرافٹ اس نام سے بنائیں:

"Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind"

A/c 629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk, Delhi-6

(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

ارسال زر کاپتہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند **4116**، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۶

فون: **011-23273407** فیکس: **011-23246613**

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کا اہتمام کریں

دہلی: ۱۵رمئی ۲۰۱۸ء

اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری ایک اخباری بیان میں عوام وخواص سے اپیل کی گئی ہے کہ مورخہ ۲۹رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶رمئی ۲۰۱۸ء کو رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کا اہتمام کریں اور مصدقہ رویت کی اطلاع اہل حدیث ہلال کمیٹی دہلی کو فون نمبر 011-23273407 پر ضرور دیں۔

(۲)

رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا

دہلی ۱۶رمئی ۲۰۱۸ء

اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶رمئی ۲۰۱۸ء بروز بدھ اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی کی ایک میٹنگ اہل حدیث منزل اردو بازار، جامع مسجد دہلی میں منعقد ہوئی اور چنئی اور مضافات سے چاند کی رویت کی مصدقہ ومستند خبر موصول ہونے کے پیش نظر اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی ومرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل مورخہ ۱۷رمئی ۲۰۱۸ء بروز جمعرات رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہوگی اور روزے کا اہتمام ہوگا۔ ان شاءاللہ

(۳)

معروف دانشور وادیب اور نامور دینی وعلمی خانوادہ کے سپوت پروفیسر زہیر انور کا انتقال

دہلی: ۲۱رمئی ۲۰۱۸ء

معروف دانشور وادیب، معروف دینی وعلمی خانوادہ کے سپوت اور جواہر لعل نہرو یونیورسیٹی دہلی کے سابق استاد پروفیسر زہیر انور کا انتقال قابل رنج وافسوس اور تعلیمی وتربیتی میدان کا بڑا خسارہ ہے۔ تواضع وخاکساری، اسلامی وضع قطع اور آداب وشعائر کا پاس ولحاظ، احکام شریعت کی پابندی ان کی پہچان تھی۔ وہ اعلی اخلاق وکردار سے متصف تھے۔ سماجی آدمی تھے اور اصلاح ذات البین میں آگے آگے رہتے تھے۔ اور حقیقی معنوں میں نامور علمی ودینی خانوادے کے چشم وچراغ تھے۔ ان خیالات وتاثرات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں کیا۔

اخباری بیان کے مطابق پروفیسر زہیر انور ادھر کچھ دنوں سے علیل تھے۔ گذشتہ کل بوقت ظہر دہلی کے ایمس ہاسپٹل میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جہاں سے جنازہ کو راجو پارک خان پور سینک فارم لایا گیا۔

پریس ریلیز کے مطابق بعد نماز عشاء وتراویح مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک جم غفیر نے شرکت کی۔ محترم جناب احمد صاحب ایڈوکیٹ اور دیگر رشتہ داروں کی معیت میں جنازہ ساکیت قبرستان میں لے جایا گیا۔ وہاں بھی دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

پروفیسر زہیر انور معروف عالم دین، سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ بنارس مولانا شمس الحق سلفی رحمہ اللہ کے صاحبزادے اور معروف محقق ڈاکٹر عزیر شمس کے بڑے بھائی تھے۔ اور آپ کے دیگر تمام برادران ذی علم اور ہند وبیرون ہند کی بڑی یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہیں۔ آپ کے عم مکرم مولانا عین الحق سلفی سابق شیخ الحدیث دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ ہندوستان کی بڑی علمی شخصیت تھی اور آپ کے تمام چچازاد بھائی بھی بڑے ذی علم اور مختلف کالجوں اور جامعات میں درس وتدریس کا مشغلہ اپنائے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی اہلیہ محترمہ بھی تعلیمی اور تربیتی امور سے جڑی ہوئی تھیں۔ آپ کی کوئی اولاد تو نہیں ہے لیکن آپ دونوں کی روحانی اور علمی اولاد کی بڑی تعداد ملک کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھی مرنے والے میں

آپ کی اعلی تعلیم علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی میں ہوئی تھی۔ جواہر لعل نہرو یونیورسیٹی کے شعبہ جغرافیہ میں پروفیسر رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سے راجو پارک خان پور سینک فارم کے پاس اقامت پزیر تھے۔ آپ شعروشاعری کا اعلی ذوق رکھتے تھے اور اس میں طبع آزمائی بھی کرتے تھے۔ اہل علم سے ان کا خاص تعلق تھا اور آپ عصری تعلیم سے منسلک اور اس کے ماہر ہونے کے باوجود دینی تعلیم حاصل کرنے والے نونہالوں سے محبت کرتے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور جماعت کی تعمیر وترقی کو سن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ آپ کے پسماندگان اور عزیزوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ پسماندگان میں ڈاکٹر عزیر شمس اور دیگر برادران کے علاوہ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی ہیں۔

اللہ جل شانہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان خصوصا آپ کی اہلیہ اور بھائی عزیز شمس وغیرہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۴)

امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان عبدالرحمٰن خلجی کا سانحۂ ارتحال عظیم جماعتی وملی خسارہ

دہلی، ۲۲؍مئی ۲۰۱۸ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی اور ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نیز ناظم مالیات جناب وکیل پرویز اور دیگر ذمہ داران جمعیت نے اپنے ایک مشترکہ اخباری بیان میں صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے امیر جناب عبدالرحمٰن خلجی صاحب کے سانحۂ ارتحال پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے جو گزشتہ کل شام ساڑھے سات بجے وطن مالوف جودھپور میں طویل علالت کے بعد بعمر باسٹھ سال اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امیر محترم نے اخباری بیان میں فرمایا کہ موصوف مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی مجلس شوری وعاملہ کے رکن اور تقریبا ایک دہائی سے صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے امیر تھے۔اس سے قبل وہ پانچ سال نائب امیر کے عہدے پر بھی فائز رہے، انہوں نے اپنے دور امارت میں صوبائی جمعیت کو کافی متحرک بنادیا تھا اور اس کے پلیٹ فارم سے تعلیمی، دعوتی وسماجی خدمات کا علم بلند کئے ہوئے تھے ۔جودھپور میں مدرسہ دارالعلوم اہل حدیث کے رکن تھے۔ وہ ایک متحرک اور فعال رہنما تھے۔وہ کافی دنوں سے گلے کے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے لیکن اس کے باوجود جماعتی وسماجی کاموں کے لئے ہمہ وقت فکر منداور حسب استطاعت جمعیت کے امور کو انجام دیتے تھے۔مولانا آزاد یونیورسٹی جودھپور کے چند فعال ذمہ داران وارا کین میں سے تھے اور اس کے تعلیمی مشن کو یونیورسٹی تک پہنچانے میں چند ذمہ داروں کے ساتھ آپ کی شمولیت وکارکردگی لائق تحسین وصد آفرین تھی۔محترم بھائی شبیر خلجی اور عتیق احمد صاحبان کے دست راست اور یونیورسٹی کے تمام اہم معاملات میں ایک دوسرے کے معاون ومعتمد تھے۔

امیر محترم نے مزید فرمایا کہ پروفیسر اختر الواسع کو یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی حیثیت سے جودھپور بلانے کی جب تجویز آئی تو انھوں نے مرکزی جمعیت کے ذمہ داروں کو مشورہ میں ساتھ رکھا اور اس سلسلہ میں تائید اور گراں قدر مشورے پر ہمیشہ شکریہ ادا کرتے تھے۔ان کی وفات سے نہ صرف جمعیت اہل حدیث نے ایک فعال رہنما کھودیا ہے بلکہ ملک وملت کا بھی بڑا خسارہ ہوا ہے۔وہ بلالحاظ مسلک ومشرب ہر خاص وعام میں مقبول تھے یہی وجہ ہے کہ جب رات تقریبا ڈیڑھ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی تو اس میں جم غفیر نے شرکت کی۔

پریس ریلیز کے مطابق پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اقبال، رضوان، عبداللہ اور دو بیٹیاں اور پورا بھرا پڑا کنبہ ہے۔ذمہ داران جمعیت نے ان کے پسماندگان ومتعلقین نیز جملہ سوگواران سے اظہار تعزیت کیا ہے اور ان کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

☆☆☆

تصحیح بابت کتاب

’’تذکرہ مئوی تلامذہ شیخ الکل میاں صاحبؒ‘‘

ناچیز راقم الحروف (محفوظ الرحمٰن فیضی) نے یہ کتاب چونکہ دل کی بیماری اور بے اطمینان واضطراب کی حالت میں ترتیب دی تھی اس لئے اس میں بعض ایسی غلطیاں درآتی ہیں جن پر ناچیز نہایت شرمندہ ہے۔مثلاً:

مولانا عبدالرحمٰن ابوالنعمان آزادؒ اور مولانا سلیمان بن داودؒ کے تذکرہ میں ص۸۶و۸۹ میں ان حضرات کے علامہ حافظ عبداللہ غازیپوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۱ھ-۱۳۳۷ھ) سے پڑھنے کا مقام مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور لکھ گیا ہے، جو غلط ہے، اور صحیح ’’مدرسہ احمدیہ‘‘ آرہ ہے، ناظرین سے گذارش ہے کہ برائے مہربانی تصحیح فرمالیں، شکریہ!

حافظ صاحب غازیپوریؒ مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور کے بعد ۱۳۰۰ھ سے ۱۳۲۰ھ تک مدرسہ احمدیہ آرہ میں مدرس تھے، اس کے بعد وہاں سے دہلی تشریف لے گئے، اس لئے مولانا عبدالرحمٰن آزاد (۱۲۹۵ھ-۱۳۵۷ھ) اور مولانا سلیمان صاحب (۱۲۹۴ھ-۱۳۷۸ھ) کے حافظ صاحب سے پڑھنے کا زمانہ مدرسہ احمدیہ آرہ ہی ہوسکتا ہے، نہ کہ مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور۔اللہم عفوا (بقلم محفوظ الرحمٰن فیضی مئو)

ہماری جانب سے تمام موقر قارئین اور ہندوستان وعالم اسلام کے مسلمانوں کو عیدالفطر مبارک ہو۔

(دفتر جریدہ ترجمان)

رمضان المبارک کے موقع پر
اپنے صدقات وخیرات کا ایک حصہ
''مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند'' کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف و مقاصد کی روشنی میں منصوبوں اورعزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔اس کی دعوتی،تبلیغی،تعلیمی وتربیتی،تحریری وصحافتی، رفاہی وسماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمینار، کانفرنس اور مسابقوں کے انعقاد کا اہتمام، مختلف زبانوں میں رسالوں کا اجراء،تفسیر،حدیث نیز اہم ترین دینی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہورہاہے۔ظاہر ہے کہ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین ومخلصین کے تعاون سے ہی انجام پارہے ہیں۔اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں اور اپنے محسنین ومخلصین کے بھی جنھوں نے کسی نہ کسی ناحیہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیاہے اوراس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین ومخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اورتعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اوراگران میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔

ڈرافت یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk, Delhi-6

(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

جماعتی خبریں

شہری جمعیت اہل حدیث ہری ہر کی تشکیل: شیخ عبدالوہاب جامعی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث کرناٹک وگوا کی زیر صدارت مؤرخہ ۱۱/اپریل ۲۰۱۸ء بمقام مسجد مبارک اہل حدیث ہرلا پور ہری ہر میں ایک اہم مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں شہر کی تمام جماعتی مساجد کے متعلقین شریک تھے۔ باہمی مشاورت کے بعد اتفاق رائے سے شہری جمعیت اہل حدیث ہری ہر ضلع داونگرہ کرناٹک تشکیل دی گئی۔ درج ذیل عہدے داران منتخب ہوئے اور دیگر ۱۵/افراد بحیثیت رکن مقرر ہوئے۔

(۱) صاحب ہارون بیگ صاحب صدر (۲) جناب سلیم خان صاحب نائب صدر (۳) جناب وی ایم اسماعیل صاحب ناظم (۴) جناب عبدالرحمٰن خان صاحب نائب ناظم (۵) جناب نوراللہ خان صاحب خازن

انتخاب کے بعد صدر مجلس نے حمد وصلاۃ کے ساتھ مختصر مگر پر مغز خطاب فرمایا۔ جس میں صدر موصوف نے اپنے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں دعوت دین واصلاح امت اور جماعت وجمعیت کی ترقی اور مختلف رفاہی امور کی انجام دہی کی ترغیب دلاتے ہوئے اسلوب کار کو احسن طریقہ سے بیان فرمایا اور آخر میں مجلس علماء اہل حدیث اور شہری جمعیت اہل حدیث کے اشتراک وباہمی تعاون سے دوام کے ساتھ اس خدمت کو انجام دینے کی نصیحت فرمائی۔ (وی ایم اسماعیل، ناظم جمعیت اہل حدیث ہری ہر ضلع داونگرہ کرناٹک)

دینی واصلاحی پروگرام: مجلس علماء اہل حدیث کی زیر نگرانی اور شہری جمعیت اہل حدیث ہری ہر ضلع داونگرہ کرناٹک کے زیر اہتمام مسجد مبارک اہل حدیث ہرلا پور ہری ہر بروز ہفتہ ۵/مئی ۲۰۱۸ء بعد نماز مغرب تا رات ۳۰۔۹ بجے دینی واصلاحی پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں شیخ عارف الدین عمری استاذ جامعۃ الفلاح حیدرآباد نے ''نوجوانوں میں بگاڑ اسباب وعلاج'' کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نوجوان کسی بھی قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ یہ اگر سدھر جائیں تو معاشرہ میں انقلاب لا سکتے ہیں یہ اگر بگڑ جائیں تو فساد برپا کر سکتے ہیں۔ ان کی صحیح تربیت ورہنمائی والدین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس حوالہ سے موصوف نے مختلف واقعات کے ذریعہ پرجوش تقریر فرمائی اور بے کاری، فضول خرچی، دین سے دوری، مال کی کثرت اور سوشل میڈیا کا غلط اور کثرت استعمال وغیرہ کی بگاڑ کے اسباب کو بیان کرتے ہوئے اس کا مناسب ومفید علاج وحل بھی بتایا۔ بعد ازاں شیخ انصار زبیر اعظمی محمدی صدر اسلامک کونسل فقہ آف انڈیا ممبئی نے ''حالات حاضرہ میں مسلمانوں کا کردار'' کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پورے ملک میں مسلمان نازک دور سے گذر رہے ہیں مسلمانوں کے انھیں حالات کے مختلف اسباب کو مدلل طور پر ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کی ذمہ داریوں کو بیان کیا اور کہا کہ مسلمان احساس کمتری کا شکار نہ ہوں بلکہ عزم وتوکل کے ساتھ اپنا ایمانی ودینی رشتہ وتعلق اللہ سے مضبوط کر لیں، ان شاء اللہ ضرور حالات سدھر جائیں گے۔

اس پروگرام میں مقامی وبیرونی علماء کرام ذمہ داران جماعت وجمعیت اور قرب وجوار سے آئے ہوئے مرد وخواتین نے کثیر تعداد میں شریک ہو کر علماء کرام کی مواعظ حسنہ سے خوب استفادہ کیا۔ بحیثیت مہمان خصوصی جناب اسلم خان صاحب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث کرناٹک وگوا شریک تھے۔ شیخ محمد عظمت اللہ محمدی پنجابی نے تمام شرکاء اجلاس کا استقبال کرتے ہوئے نظامت کے فرائض کو انجام دیا۔ شیخ ثناء اللہ خاں نظامی نے کلمات تشکر پیش کیا۔ خواتین کے لئے زنانہ مسجد میں پردہ اور آواز رسانی کا معقول نظم تھا اور تمام شرکاء کے لئے عشائیہ کا اہتمام تھا۔ حسب اعلان بروقت یہ پروگرام بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ (وی.ایم.اسماعیل، ناظم جمعیت اہل حدیث ہری ہر ضلع داونگرہ کرناٹک)

معہد التوحید والسنۃ کا سالانہ پروگرام: معہد التوحید والسنۃ سابقہ مدرسہ حسینیہ تعلیم القرآن حیا گھاٹ کا سالانہ امتحان و پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ بتاریخ ۱۸ شعبان بروز سنیچر کیا گیا جس کی صدارت جناب شفیع الرحمٰن صاحب کھیا بلاسپور نے فرمائی، تلاوت قرآن مجید حافظ سمیع الرحمٰن، نعت حافظ محمد کاشف الرحمٰن اور ترانہ معہد محمد توقیر عالم محمد سعود عالم کشن گنج نے پیش کیا۔ حکم کی حیثیت سے فضیلۃ الشیخ سمیع الرحمٰن مدنی، فضیلۃ الشیخ خورشید مدنی اور قاری ابودرداندوی متعین کئے گئے تھے۔ الحمدللہ یہ پروگرام نہایت بحسن وخوبی انجام پایا۔ تمام مشائخ نے معہد کی تعلیم وتربیت پر اپنی خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا۔ اس مبارک موقع پر معززین بلاسپور اور گردونواح کے علم دوست حضرات کی کثیر تعداد موجود تھی۔ اس نورانی موقع پر شیخ سمیع الرحمٰن صاحب مدنی نے اپنے ناصحانہ کلمات پیش کیے شیخ نے فرمایا کہ دینی مدارس کی قدر کیجئے کسی بھی ادارے کو کسی مسلک کی بنیاد نہ بنایا جائے اور اپنے بچوں کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کیجئے اعلیٰ سے اعلیٰ عصری تعلیم اپنے بچوں کو دلائیں لیکن دینی تعلیم سے منہ نہ موڑیں، معہد التوحید والسنہ، اطراف گردونواح کے لئے انعام خداوندی ہے انھیں چند کلمات کے بعد دعا پر مجلس کا اختتام ہو گیا۔ (خواجہ ظل الرحمٰن فاروقی، آفس انچارج۔ معہد التوحید والسنہ)

پیغام حراء کانفرنس اختتام پذیر: ۲۹/اپریل ۲۰۱۸ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا دس بجے شب الفتح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ بھیونڈی کی طرف سے زیر صدارت فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند پیغام حرا کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ بزم کا آغاز ڈاکٹر حافظ فہد الاسلام السلفی پٹنہ کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت قرآن کے بعد مولانا ابوعبدالرحمٰن وصی الدین عمری نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ بعدہ صدر کانفرنس شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا صدارتی خطاب ہوا۔ آپ نے پوری امت مسلمہ کو اتحاد کی دعوت پیش کی۔ نیز تعلیم ودعوت کی اہمیت کو مدلل طور پر بیان فرمایا۔ اور نبی کریم نے جو اتحاد کا نمونہ پیش کیا تھا اس کو آپ نے مختصر پیش کیا۔ اس لئے کہ آپ اسی وقت دوسرے پروگرام میں مدعو تھے، جس میں آپ کو ممبئی عظمیٰ میں بخاری شریف کا آخری درس دینا تھا۔ آپ کے ہاتھوں دارالقضاء کا اجراعمل میں آیا۔ دارالقضاء کے اجرا کے وقت، دارالقضاء کی کیا اہمیت وضرورت ہے اس کو مختصر مگر جامع پیش کیا۔ کاش کہ

مدرسہ کے طلبہ وطالبات جوخطاب کررہے تھے مجھے سننے کا موقع ملتااوردارالقضاء پر لمبی گفتگوکرتااورشرعی اصلاحی پنچایت کی افادیت برائے ملک وملت اوروطن وسماج کو اجاگرکرتا۔لیکن میرے پاس وقت ہی نہیں ہے کہ لمبی گفتگو کروں۔ بعدہ مولانا شاداب محمدی نےعلم کی اہمیت وفضیلت ،مولانا عبیدالرحمٰن نے اصلاح معاشرہ کے موضوع پر،دکتورفضل الرحمٰن منصورہ مالیگاؤں نے مسجد کی اہمیت وفضیلت پر،مولانا عارف عمری سرسی نے تاثراتی کلمات پیش کیا۔آخر میں ناظم اجلاس مولانا شکیل عمری وامام خطیب الفتح مسجد بھیونڈی نے علماءکرام اورسامعین کاشکریہ کےساتھ اختتام مجلس کااعلان کیا۔(ابوعبدالرحمٰن وصی الدین عمری)

یک روزہ اصلاح معاشرہ ودستار بندی اجلاس اختتام پذیر: ۹/مئی ۲۰۱۸ءبروزبدھ بمقام مدرسہ محمدیہ ویشالی ضلع کے جنداھابلاک کے ایک مردم خیزاہل حدیث بستی مروت پورمیں اسلامک ریسرچ آرگنائزیشن پٹنہ کےزیراہتمام یک روزہ دستار بندی واصلاحی اجلاس منعقدہوا۔جس کی صدارت صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے امیر فضیلۃ الشیخ مولانا محمدعلی مدنی حفظہ اللہ نے فرمائی، ناظم اجلاس مولانا سیف الاسلام سلفی نے بزم کےآغاز کے لئے مدرسہ محمدیہ کے ایک خوش الحان قاری وحافظ وقاربن لقمان سلفی کودعوت دی۔شروع میں مدرسہ محمدیہ کےطلبہ نے اردو، ہندی،انگلش اورعربی زبان میں بہترین انداز میں تقریرکی، بعدہ حمدونعت نبی کے لئے حافظ عبدالرحمٰن شائق عمری وعمیر قاسمی صاحبان مدعو کئے گئے ،بزم کے پہلے خطیب شیخ طارق عمری داعی ومبلغ حیدرآباد نے انسانی زندگی پرگناہوں کے اثرات کے موضوع پہ قرآن وحدیث اوردلائل سے مزین خطاب فرمایا بعدہ مولانا فہیم الدین مدنی استاد جامعہ امام ابن تیمیہ نے تربیت اولاد کے موضوع پرمغزخطاب فرمایا مولانا حامد بن عبدالرزاق سلفی داعی ومبلغ کرناٹک نے لڑکیوں کے بگڑتے ہوئے اسباب کے موضوع پہ بہت ہی جامع خطاب فرمایا۔شیخ عبداللہ زبیر سلفی استاد جامعہ سلفیہ بنارس نے اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت پہ خطاب فرمایا مولانا تنویرذکی مدنی عظمت قرآن کے موضوع پہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے بہتر وہ شخص ہے جوقرآن کریم کوسیکھتااورسکھلاتا ہے۔قرآن کی وجہ سے دنیاوآخرت دونوں سنورجائیں گے،آج ہماری ذلت ورسوائی کاواحدسبب یہ ہے کہ ہم نےقرآن کوبالائے طاق رکھ دیاہے۔وہ زمانے میں مغزز تھے مسلماں ہوکراور آج ہم خوار ہیں تارک قرآن ہوکر۔مولانا روح اللہ سلفی داعی ومبلغ حیدرآباد نےعلم کی اہمیت پہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مذہب اسلام میں علم کی سب سے زیادہ اہمیت ہے،اس لئے کہ پہلی وحی میں اللہ تعالیٰ نے پڑھنے کی تعلیم دی،لیکن یہ امت تعلیم میں سب سے پیچھے ہے۔اسی لئے دنیامیں ہم سب سے پیچھے ہیں۔مولانا مطیع الرحمٰن شیث مدنی چیرمین جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات اتر دیناج پور مغربی بنگال نے جامع انداز میں تاثراتی کلمات پیش کئے ،بعدہ مدرسہ محمدیہ کے مروت پور سے حفظ قرآن مکمل کرنے والے دونئے فارغین حافظ مقتدیٰ حسن بن ڈاکٹر حافظ فہدالاسلام السّلفی (مدھواپٹی) اورمحمد مقیم بن محمد مستقیم رگھے پورہ کوجبہ دستاراورایک ایک ہزارنقدانعام دیاگیا، اورجملہ مقررین ومہمان خصوصی کومدرسہ محمدیہ اوراسلامک ریسرچ آرگنائزیشن پٹنہ کی طرف سے ایک ایک بیگ اورقلم کے ذریعہ حوصلہ افزائی کی گئی۔ آخرمیں ڈاکٹر حافظ فہدالاسلام السّلفی اورمولانا محمدعلی آزادمدنی نے تمام شرکاء کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے اختتام مجلس کا اعلان کیا۔(ڈاکٹر حافظ فہدالاسلام السّلفی اسلامک ریسرچ آرگنائزیشن پٹنہ)

شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندر آباد کا انتخاب: بتاریخ ۱۳/مئی ۲۰۱۸ءبروزاتوار بوقت صبح ساڑھے دس بجے بمقام مرکز لنگرحوض مسجد محمدیہ صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ کے ذمہ داران فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم مکی (امیرصوبہ) محترم جناب حافظ عبدالقیوم (ناظم صوبہ) اورمحترم جناب محمدعبدالوحید(ناظم مالیہ) کی نگرانی میں شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآبادوسکندرآبادکا انتخاب عمل میں آیاجس میں بحیثیت امیرجناب مولانا شفیق عالم خان صاحب جامعی حفظہ اللہ بکثرت آراءمنتخب ہوئے۔ اوربحیثیت شہری ناظم جناب مولانا ڈاکٹر سید آصف عمری حفظہ اللہ اراکین شوریٰ کی متفقہ رائے سے منتخب ہوئے اوربحیثیت ناظم مالیہ سابق کی طرح اس باربھی محترم جناب عبدالقادر بن عبدالرشید حفظہ اللہ اراکین شوریٰ کی متفقہ رائے سے منتخب ہوئے۔(رپورٹ ازحافظ عبدالقیوم ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ)

وفات حسرت آیات: بتاریخ ۱۳/مئی ۲۰۱۸ءبروزاتوارمحترم جناب عبداللہ بن الماس صاحب سابق ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش کا انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون موصوف نے جمعیت وجماعت کی بہت خدمت کی اوراسے پروان چڑھانے اورترقی دینے کے لئے کوشاں رہے۔صوم وصلاۃ کے پابنداور جمعیت وجماعت سے گہرالگاؤ تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی چھوٹی بڑی سب نیکیوں کوقبول فرمائے،ان کی قبرکونورسے منورفرمائے۔خطاؤں کودرگذرفرمائے اورجنت میں اعلیٰ مقام سے سرفرازفرمائے اوران کے پسماندگان کوصبرجمیل کی توفیق دے۔آمین

انتقال پرملال: بتاریخ ۲/مئی ۲۰۱۸ءبروزچہارشنبہ بعدنمازمغرب محترم جناب عبدالقادر بن عباس عرف عبدالقادر پانی صدرمسجد ہاجرہ اہل حدیث عیدی بازار، حیدرآبادوسابق نائب ناظم شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآبادکا انتقال تقریباًتریسٹھ سال کی عمرمیں ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون موصوف بڑے ہی ملنسار، خوش مزاج،ہنس مکھ،پابندصوم وصلاۃ اورجمعیت وجماعت اہل حدیث کےسرگرم خادم تھے۔دعاہے کہ الہ العالمین مرحوم کی نیکیوں اورجماعتی سطح پران کی کدوکاوشوں کوشرف قبولیت بخشےاوران کوغریق رحمت فرمائے اوران کوکروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اوران کے پسماندگان کوصبرجمیل کی توفیق بخشے۔آمین (رپورٹ ازحافظ عبدالقیوم ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ)

(مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر ، ناظم عمومی، ناظم مالیات اور جملہ ذمہ داران و کارکنان نے مذکورہ مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے)

☆☆☆